یہ جو حملے ہوتے ہین وہ قلم کے ذریعہ ہوتے ہین اسلئے ضروری ہے کہ قلم ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے۔

اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریاں تمہارے مخالف کرتے ہین تم بہی ویسی ہی طیاریان کرو۔ اب کفاّر کی طیاریان جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہین انکو دیکہو وہ کس قسم کی ہین؟ یہہ نہین کہ وہ فوجین جمع کرتے ہون؟ نہین بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابین اور رسالے شائع کرتے ہین اسلئے ہمارا بہی فرض ہے کہ ہم بہی انکے جواب مین قلم اٹہائین اور رسالون اور کتابون کے ذریعہ انکے حملون کو روکین یہہ نہین ہوسکتا کہ بیماری کچہہ ہو اور علاج کچہہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا۔

یقیناً یاد رکہو کہ اگر ہزارون ہزار جانین بہی ضائع کردی جائین اور اسلام کے خلاف کتابون کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچہہ بہی فائدہ نہین ہوسکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابون کے اعتراضون کا جواب دیا جاوے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے۔

مخالفون کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز قلم کے نہین ہوسکتا۔ یہ نری خام خیالی اور بیہودگی ہے جو مخالف تو اعتراض کرین اور اسکا جواب تلوار سے ہو۔ خدا تعالےٰ نے کبہی اسکو پسند نہین کیا۔ یہی وجہ تہی جو مسیح موعود کے وقت مین اس قسم کے جہاد کو حرام کر دیا۔

اس ملک مین تو عیسائیون کی ایسی تحریرین شائع ہوتی ہی رہتی ہین اور سب سے بڑہ کر یہہ فتنہ اسی ملک مین ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکون مین بہی اس قسم کی شرارتین ہو رہی ہین مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ مین بہی ایسی تحریرین شائع کی جاتی ہین یہانتک کہ لغت تک کی کتابون مین شرارتین کی جاتی ہین۔

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ حضور! فقہ اللغتہ ثعلبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیون نے چہاپا ہے اس مین الحمد للہ والصلوٰۃ لآلہ لکہدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مدنظر ہے۔

پہر جاپان مین اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا

مین دوسری کتابون پر جو لوگ اسلام پر لکہہ کر پیش کرین بہروسہ نہین کرتا کیونکہ انمین خود غلطیان پڑی ہوئی ہین ان غلطیون کو ساتہہ رکہکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قومون کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہین۔

ہان اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکون کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے وقف حرام نہین ہے جیسے مین نے ابہی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد مین خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتین ہین کہ بلا تکلف سمجہہ مین آجاتی ہین۔ کیونکہ بالکل صاف ہین اللہ تعالےٰ نے سور کو حرام کیا ہے لیکن با این فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ جب اضطراری حالت مین محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کہانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت مین کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہین ہوسکتا؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہوسکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئے۔

فرمایا — دنیا تو ایسی ہے کہ کاردنیا کے تمام نکرد۔ اللہ تعالےٰ کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہین کہلا کہ موت کس وقت آجاوے پہر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہان کا یہان ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہین جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بہی انکو دینا پسند نہین کرتا تہا۔

پہر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہوجاوے۔

مین حیران ہوتا ہون جب یورپ کیطرف دیکہتا ہون کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمین اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم مین خدا تعالےٰ کی **عظمت اور جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچہہ بہی نہ ہو یہ کسقدر بدقسمتی ہے؟

مسلمانون کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقدم کرلین۔ اگر اسے خوش کرین تو سب کچہہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہین مجہے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مین دیکہتا ہون کہ مسلمانون کو خدا نے ایک سچا دین اسلام عطا کیا تہا۔ مگر انہون نے اس کی قدر نہین کی خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچہہ بہی پروا اور غیرت نہین ہاں اگر جنگ دجدل ہے تو اس مین شیخی ریا عجب مقصود ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر مین اللہ تعالےٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت مین ایسا محو ہو کہ ہر کام مین اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے دفتر مین **صدیق** کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کرسکتے ہین دوسرا نہین کرسکتا مگر مشکلات یہ ہین کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غربا کا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم مین دیکہتا ہون کہ ان مین صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجہکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنیسے فرق نہین کرتے۔ اللہ تعالےٰ ہی کا فضل ساتہہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہین۔

جسطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کردیگا۔ اسیطرح اسلام پر طوفان آرہے ہین مخالف ہر وقت ان کوششون مین لگے ہوئے ہین کہ اسلام تباہ ہوجاوے لیکن مین **یقین** رکہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو ان تمام حملون سے بچائیگا۔ اور وہ اس طوفان مین بہی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچادے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہین تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تہی کہ وہ راتون کو اٹہہ اٹہہ کر دعائین کرتے تہے۔ قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتین سنتی نہین بلکہ تنگ کرتی اور دکہہ دیتی ہے اسوقت راتون کی دعائین ہی کام کیا کرتی تہین اب بہی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت مین ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مین دیکہتا ہون کہ ہم سے جب اس کوشش مین لگے ہوئے ہین ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہہ میری مخالفت نہین خدا تعالیٰ سے **جنگ** ہے مین تو یہانتک یقین رکہتا ہون کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان مین شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بہی جا پہونچین۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہان ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ اسکو دوسرون پر مقدم کرلیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہین انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلون کو خوب جانتا ہے اور دیکہتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالےٰ ہی کے لئے اپنے دل مین سوز و گداز رکہتا ہو۔ یہ خوب یاد رکہو کہ **کبہی روحانیت صعود نہین کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل مین پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس مین ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے پہر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہین اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ بالکل اکیلے تہے اور اس بیکسی کی حالت مین دعوے کرتے ہین یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کرسکتا تہا کہ یہ دعوےٰ ایسے بے یار و مددگار شخص کا بارآور ہوگا۔ پہر ساتہہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمین تو انکا ہزارون حصہ بہی نہین آئی۔ وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تہا کہ سکہا شاہی سے بہی بدتر تہا۔ اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے۔ اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچہہ چاہتا کر کے دکہہ پہونچاتا .... مگر مکہ جیسی جگہ مین اور پہر عربون جیسی وحشیانہ زندگی رکہنے والی قوم مین آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہین کرسکتی۔

اس سے بڑہ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہین سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہین۔ اس سے بڑہ کر اور کون سی بات عربون کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تہی۔ لیکن انہین عربون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشوونما پایا اور ترقی کی انہین مین سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے بہی نکل آئے۔ اس سے ہمین امید ہوتی ہے کہ انہین مخالفون سے وہ لوگ بہی نکلین گے جو خدا تعالےٰ کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہین مین سے آئی ہے۔

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہین ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلّی سے کوئی امید نہین رکہنی چاہئے مگر میرے دل مین یہی آتا ہے۔ کہ بات درست نہین **دلّی** مین بہی بعض پاک دل ضرور چہپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئین گے اللہ تعالےٰ نے جو ہمارا تعلق دلّی سے کیا ہے یہہ بہی خالی از حکمت نہین۔ اللہ تعالےٰ سے ہم کبہی ناامید نہین ہوسکتے۔ آخر خود میر صاحب بہی دلّی ہی کے ہین۔ (منشی عبد العزیز یا ابو محمد اسماعیل صاحب وغیرہ بہی دہلوی ہی ہین۔ حکیم الامتہ) غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکّہ والون نے کیسی مخالفت کی اور پہر اسی مکّہ مین سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح

کرنے والے ٹھیرے - کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہیں میں سے تھے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسبات سے ہے جو اسکے دل میں ہے - پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے - حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالےٰ نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں -

غرض

ہمکو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جبتک پورے کامیاب نہیں ہو گئے اور آپ نے اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھہ نہیں لیا -

آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھہ لیا ہے کہ جسقدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر ناکامی اور نامرادی انکے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو بڑہایا ہے یہہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہہ شخص مر جاویگا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی -

یہہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کیطرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے - اسلئے اسکے ساتھہ ہی اسکا خاتمہ ہو جاویگا - مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قائم کرے اور اسے ترقی دے - کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے - اسوقت انکے مخالف بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا نے ان کو کیسا نشوونما دیا - اور پہیلایا - انکو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی فرقہ تہوڑی سی ترقی کر کے رک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہو جاتے ہیں - اسلئے اللہ تعالےٰ کے ارادوں پر نظر کر کے حکم کرنا چاہئے - جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رک گئی انکی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے - مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالےٰ ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں اسکی راہ میں ہر دکھہ اور موت کے اختیار کرنیکو آمادہ ہوں پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں تباہ کر دے ؟ کون ہے جو اپنے گھر کو خود تباہ کر دے ؟ انکا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اسلئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشوونما کا باعث ٹھیرتا ہے -

ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان میں سے کون تباہ ہوا ؟ ایک بھی نہیں اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکھہ لو کیونکہ آپ جامع کمالات تھے - ساری قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور اسنے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ کی اللہ تعالےٰ نے وہ تائید کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی -

ایک دفعہ اوایل دعوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا یہہ ابوجہل وغیرہ سب انمیں شامل تھے - (یہاں حضرت اقدسؑ نے وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جسکو حالی نے نظم کیا ہے ہمنے مناسب موقع کے لحاظ سے وہ شعر یہاں درج کر دئے ہیں ایڈیٹر)

اشعار

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر　　تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور　　سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا　　کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا　　تو باور کروگے اگر میں کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے　　کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر مری بات یہہ دلنشیں ہے　　تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تہا یا صوت ہادی　　عرب کی زمیں جسنے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سبکے لگا دی　　اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا لیکن جب ان کو اللہ تعالےٰ کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا -

تبت لك سائر الیوم الهذا جمعتنا

غرض باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقع پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی - لیکن آخر آپ کامیاب ہو گئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہو گئے -

فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کسطرح ہوا کرتی ہے - دنیا داروں نے تو یہی سمجھہ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہو گی مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ **راستبازی** سے ہوا کرتی ہے اسکے لئے اللہ تعالےٰ نے نمونہ رکھا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو - ترقی اسیطرح ہو گی جیسے پہلے ہوئی تھی - اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقوےٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے - اب بھی جب ترقی ہو گی اسی طرح ہو گی -

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نکر سکے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکھانا اور بات اصل یہی ہے جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے تبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے - جسقدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسیقدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں -

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

اللہ تعالےٰ نے تجارت زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود **بالذات** قرار ندیا جاوے بلکہ اسکو بطور **خادم دین** رکھنا چاہئے - **زکوٰۃ** سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادم دین ہو -

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے جب تک قوم اللہ تعالےٰ کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے یہہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونیسے ترقی ہو سکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تہی کیا وہ معاش اور آسائش کے سامان نہ رکھتے تھے ؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے ؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے - اسیطرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جنمیں سے ایک یہہ **زبان** بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے - لیکن وہ **زبان** جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالےٰ نے علم و معرفت کی **کنجی** بنایا ہے جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہیگا بلکہ دعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہو گی -

یہہ لوگ جو **قومی ترقی قومی ترقی** کا شور مچا رہے ہیں میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید انکو مرنا ہی بہولا ہوا ہے اور دنیا پائدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں - ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نکرے مگر افراط تو مذموم امر ہے افسوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ہر ایک بدی حلال ہے یہانتک کہ زنا بھی - جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے - اگر یہی ترقی ہے تو پھر ہلاکت کیا ہو گی ؟ پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو - اللہ تعالےٰ کو رضامند کرو - دعاؤں میں لگے رہو - اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو یہہ منع نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو - زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت کرو مگر یہہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھکر دل اس سے لگا لو - بلکہ دل اس سے ہمیشہ اداس رکھو اور اسے ایک ابتلا سمجھو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالےٰ وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یاد الٰہی کے لئے میسر آوے - میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اسپہ مخالفت کرے اسکا اختیار ہے ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے -

جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں - مگر جن میں تقوےٰ ہو - اور موت کو یاد رکھتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے ؟

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اسوقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا مبتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں - نیچری مذہب کے لئے اسقدر مستحکم ہوگا جسقدر دنیوی آسایش و آرام میسر ہوگا - جسقدر مصائب ہونگے ڈھیلا ہوتا جائیگا - جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھہ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے - ؟

جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجھہ لو کہ انجام کیا ہو ؟

(اسکے ضمن میں آپ نے نواب محمد حیات خان مرحوم کا ذکر کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح پر قبل از وقت مجھے اس کی بحالی کی اطلاع دی جسکی میں نے اسکو بھی خبر دیدی تہی - لیکن جب بحال ہو گیا تو پھر وہ ساری باتیں جو معطلی کے زمانہ میں تہیں بہول گئیں -

حوادث روزگار کی خبرین

۸۔ستمبر کی صبح اٹلی مین شمالی ہندوستان مین ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اس تاریخ اٹلی مین سخت زلزلہ سے جان ومال کا بھاری نقصان ہوا۔خاص کابیریا مین ۲۷۴ جانین مکانات گرنے سے دب کر ضائع ہوئین۔ ۔۔۔کے اور گرد کے قریباً بارہ دیہات کو نقصان پہنچا۔اور پیزو۔مونٹیمن اور مارٹی رینو قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔مارٹی رینو مین جانون کے نقصان کی تعداد دو ہزار ہے۔مقام پارگی سی تین میل اور جاپلو سے دو سو لاشین ملین۔صدمہ سے سارا علاقہ ویرانہ معلوم ہوتا ہے۔ملک کیحالت ایک وسیع قبرستان کے مشابہ بتائی گئی ہے۔لاشین عفونت پھیلا رہی ہین۔شوریدہ سر آبادی نے سامان اعانت کی ٹرین کو گھیر لیا۔اور شور اعانت مچانا شروع کیا۔میلون تک زمین مین شگاف ہو چکے ہین۔

ماہ رواں کی پیشینگوئی:۔ ولایت کے ایک نجومی نے ماہ ستمبر کے واسطے مندرجہ ذیل پیشین گوئیان کی ہین۔دیکھئے ان مین سے کون کون درست ثابت ہوتی ہین۔(۱) فرانس مین کسی بات پر سخت جھگڑا ہوگا۔(۲) روس کی خواتین پر بہت ظلم ہوگا۔ (۳) ۲۴ اور ۲۶ ستمبر کو زلزلہ آئیگا۔(۴) ٹرکی مین گڑبڑ مچیگا۔(۵) جس شخص کی سالگرہ کا دن ۲۴ ستمبر ہوگا اس کے خاندان کو مصیبتون کا سامنا ہوگا (۶) جس عورت کی سالگرہ ۲۳ کو ہوگی وہ ضرور بدچلن ثابت ہوگی۔(۷) زار روس کے خلاف شرمناک سازشین کی جائینگی جنکے ذریعہ قتل کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔کیا واہیات ڈھکوسلے ہین +

زلزلہ زدگان اٹلی:۔ اٹلی کے زلزلہ زدہ علاقہ مین مصیبت زدون کے لئے جھونپڑیان بنائی جارہی ہین۔اور دیگر امدادی کام بہی سرگرمی سے ہو رہے ہین۔

نوپی علاقہ کے دور دراز مقامات پر امداد کے پہنچانے اور مزدورون کی قلت سے سخت تکلیف پیش آرہی ہے۔

اٹلی مین ایک اور زلزلہ۔گذشتہ ہفتہ اٹلی مین سخت زلزلہ آنے کی خبر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ ۱۳۔ستمبر کو لندن سے خبر ملی کہ وہان ۱۲ ر کو ۸ بجے شام اور ۲ بجے ۱۳ ر کی صبح کو پھر زلزلہ آیا۔جس سے بہت کچھ نقصان ہوا۔وہ لوگ جو پہلے زلزلہ سے پریشان ہو رہے تھے گھبرا اٹھے ہین سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے

ملکہ اٹلی نے ۲ ہزار پونڈ غربا اور مصیبت زدگان مین تقسیم کرنے کے لئے مرحمت کئے ہین۔اسی طرح کنگ وکٹر ایمینوایل نے بھی ۴ ہزار پونڈ عنایت فرمائے۔

برہم پتر مین طوفان۔امسال دریاے برہمپتر مین نہایت خوفناک طوفان آرہے ہین۔بنگال کے مقامات میمن سنگھ۔جمالپور وغیرہ بالخصوص اس طغیانی کے شکار ہوئے ہین۔دھان وغیرہ کی فصل بالکل ڈوب گئی ہے جسکا سرسبز ہونا غیر ممکن ہوگیا ہے۔غربا و مساکین لوگ سخت پریشان اور مایوسی کی حالت مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین۔مکانون مین رہنے کا ٹھکانا نہین بیچارے ناؤمیں یا بانسون کے پاڑ باندھکر رہتے ہین۔مال واسباب کی فکر تو درکنار۔جانون کے لالے پڑے ہین۔جانورون کے لئے چارہ میسر نہین آتا۔بعض غریب ایک وقت بمشکل کہانا پاتے ہین۔اس دریا مین سینکڑون برسون سے اس قسم کے قیامت آمیز طوفان نہ آئے تھے۔مگر اس سال گردش زمانہ نے یہ بھی رنگ دکھلا دیا۔خدا جانے اہل ہند پر کیون اسقدر آفتین آرہی ہین کہ ایک پل چین سے نہین گذرتا کہین طاعون ہے کہین خشک سالی ہے کہین ہیضہ ہے۔کہین زلزلہ ہے بہرحال ہر ایک صوبہ کسی نہ کسی مشکل مین پھنسا ہے،

سری نگر کشمیر مین بارانی طوفان کی خبر صحیح ہے بارش لگاتار ۳۶ گھنٹہ تک اس زور سے ہوتی رہی کہ تمام جل تھل ایک ہو رہے تھے۔یہان کی انگریزی بستی بالکل تہ آب ہے۔امیرا کدل کے پل کے اردگرد پانی ہی پانی پھیل رہا ہے۔پوسٹ آفس ناؤ مین اور اکثر سیلانی لوگ بھی مکانات چھوڑکر ڈونگون مین بود وباش رکھتے ہین ۱۹۰۲ء کا طوفان بہت سخت تہا۔اُس کی نسبت پانی کا چڑھاؤ صرف بقدر تین فٹ کے کم تہا۔دریا اسوقت سمندر سے باتین کرتا ہے۔سڑک کشمیر پر جابجا ٹیلے آپڑے اس باعث آمد ورفت بہت دقت طلب ہے۔سری نگر سے لیکر ۹ میل تک تمام سڑک پانی مین ڈوبی پڑی ہے + اس طوفان کے کارن غریبون کے لئے مصیبت پر مصیبت ہے + خدا کی شان ۔!

جہلم۔ دریاے جہلم ۱۲۔ستمبر کو سخت طغیانی پر تہا۔لکڑی کے بہت سلے گودام بہہ گئے۔تیراکون نے ۲ ر فی سلیپر اور ۴ ر فی لٹھا لیکر سینکڑون لٹھے اور سلیپر نکال لئے۔کشمیر سے بھی سیلاب کی خبر آئی ہے۔ ۱۳۔کو رات بہر ترشح ہوتا رہا۔اور آسمان پر ابر غلیظ چھایا ہوا تھا۔

کوہ مری:۔ ۱۱ستمبر کو ۸ بجے صبح سے بارش شروع ہوئی اور ۳۰ گھنٹے مین ۱۵ ۔انچ پانی برسا۔فوجی لوگ خیمون مین ہین۔جنکے اندر بھی پانی بہرا ہوا ہی اسلیئے میزون پر بستر لگا رکھے ہین۔اگر بارش جلد نہ تھمی تو بخار تو بخار اور زکام کا چرچا ہو جائیگا۔

مزید زلزلے۔کوسنترا (کلابریا) مین ۱۲ ستمبر کو ۸ بجے شب کے زلزلہ کے تین تازہ جھٹکے اور دو ۱۳ کی صبح کو محسوس ہوئے۔جن سے مزید نقصان واقع ہوا۔لوگون مین عام اضطراب پھیل رہا ہے۔

نقصان اور مصیبت۔حال کی سیلاب سے بسبب ہنزٹڈا ریلوے (برہما) کو جو نقصان پہنچا تہا وہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔دو ماہ سے پیشتر آمد ورفت نہ ہو سکے گی۔مزید بارش سے جو طغیانی ہوئی ہے اُس سے رہی سہی فصلین بھی غارت ہو جائینگی۔سیلاب زدہ رقبہ پر حکام نقصان کا اندازہ کر رہے ہین۔

سیلاب:۔بہار کے سیلاب سے عام مصیبت طاری ہے سڑکین اور کہیت ایک مہینے سے تہ آب ہین ہزارون مکانات گر پڑے کاشتکارون کی حالت قابل رحم ہے۔

بارہ مولا۔آتشزدگی سے تباہ ہوگیا۔ خواجہ صمد جو صاحب رئیس اعظم بارہ مولہ کے بہت سے مکانات جل گئے اور سب سے زیادہ خواجہ امیرہ جو صاحب تحصیلدار جاگیر راجہ امر سنگہ صاحب کا نقصان ہوا۔بیان کیا جاتا ہی کہ ۱۵ ہزار کے نوٹ اور ۲۵ ہزار کا کرایانہ اور ۱۰ ہزار کی مالیت کے مکان جل گئے۔گویا خواجہ امیر جو صاحب کا ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔یہان علاوہ مسلمانون کے ہندؤن کا بھی لکھوکہا تک نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے اور بالکل تباہ ہوگئے ہین کل مکانات (۱۶۰) جل گئے۔علاوہ چھوٹے چھوٹے مکانون کے یہ آتشزدگی ایک قہر الٰہی کا نمونہ تھی بارہ مولہ کا وہ درمیانی حصہ جس سے بارہ مولہ کی رونق تھی ایک سنسان اور بھیانک سین دکھلا رہا ہے۔وہ غریب لوگ جن کی استعداد بہت کم ہے میدان مین گریہ وزاری کر رہے ہین۔امید کہ راجہ صاحب بہادر ان کے حال پر رحم فرما کر فوری امداد سے ان کی دستگیری فرمائینگے۔

اور رحم دل مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مفصل حالات بیان فرما کر معقول امداد کا بندوبست فرمائینگے۔

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اُٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بہروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دُکہہ اُٹہا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے۔ ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال ہم مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضون کی خط وکتابت اور اون کے لئے نسخہ جات تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہ ہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوی کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس مین بھی میرا یہی اصول ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا علاج تو ان ہزارہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے **مطب** مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو دیدک۔ یونانی ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصًا جالا۔ دہند۔ سبل (یعنی آنکھوں مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکھون مین پانی زیادہ آنا۔ جرب جسمین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸؍ **سرمہ نورالعین**۔ مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھون کی بیماریون مین اکسیر ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فی تولہ ۱۲؍ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ **مرہم آتشک** فی ڈبیا ۸؍ **سفوف جریان** (درد کمر ہو یا ہوتی ہو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸؍ **سفوف سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے ایک روپیہ ۸؍ **حبوب باؤ گولا**۔ یہ گولیان امراض ہسٹریا (باؤ گولا) مین از بس مفید ہین۔ عورتین عمومًا اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کرڈالتے ہین اور اندر اندر گہل گہل کر مرجاتی ہین۔ ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲؍ **کہانسی کی گولیان** فی ڈبیا ۸؍ **حبوب لو اسیر** قیمت فی ڈبیا ۸؍ **روغن شمیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸؍ **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ **دوائی ناسور** قیمت فی ڈبیا کہانیکے لئے عہ **روغن داغ** **امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸؍ **مرض اٹہرا کی مجرب دوائی**۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہوجاتے ہین یہ مولویصاحب کی مجرب چند ادویہ ہین کچھ تو گولیان ہونگی جو عورتون کو ابتداء حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی کچھ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام اضاعت کہانی پڑے گی قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاوے ؏عہ **منجن**۔ قیمت فی ڈبیا ۸؍ **خارش کی عجیب دوائی** قیمت فی ڈبیا ۸؍

لاکھہ شہادتون کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میری تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون دنفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقوے سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگون کو نفع پہنچیگا الٰہی میرا گمان سچ ہو۔ آمین۔ نورالدین

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے۔ ہان اس مین ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ۔ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہین دیا جاوے گا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنیکی شکایت نہ کرین

المشتہر

مفتی فضل الرحمان منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہین ان کے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قائل ہوجائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکہہ بہیجیے پراسپکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر و ایجنٹ پنجاب ایجنٹ اور درخواستین بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیے

مرا برف باریدہ بر پر زاغ — نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکے اولاد نہ ہو ان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر مایوسی کی حد تک پہنچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین۔ **شاہی خضاب** مثل تیل بہلیل کے لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ بہونرکر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے۔ قیمت عمہ **روح افزا**۔ نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ۔ جریان درد کمر کے واسطے اکسیر ہین۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔ **روح النسا**۔ حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا دن پر سوزش ہو غرضیکہ عورتون کی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ **فرانسیسی گلگونہ**۔ چہرہ سے چہریان چہائیان سیاہ داغ و تِل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنادیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت عہ **گولیان و روغن**۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچھ سفید ہوگئے ہون تو بھی سیاہ ہوجاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت عہ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی تکلیف اور خارش کے دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوتے قیمت ۸؍ فی شیشی۔ **سرمہ ممیرا**۔ دہند غباری لالی۔ پڑبال پانی جانا۔ وابتدائی موتیابند کے واسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ **بلو اسیر**۔ خونی بادی جدید یا آتشک سے ہو۔ سے اگر ہون تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپیہ۔ **سومہ** کیسا ہی پرانا سخت دمہ ہو خواہ پہیپڑے خراب ہوگئے ہون شرطیہ فوائد ہے قیمت تین روپے۔ **زوائی آتشک** مجرب اکسیر قیمت تین روپیہ **دوائی سوزاک** ہر مرحلہ تین روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

پتہ ڈاکٹر کہیر سنگہ ایم اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب —

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کمسٹری مدرسے کے ممبر کیمیکل اگزامینر دلہی کریمیر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی میں اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن میں پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہو کر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست ہو سکتا ہے۔ یہ نمک سلیمانی امراض ذیل میں جو کہ معدہ کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ تخمہ بدہضمی۔ نفخ۔ قراقر۔ کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا۔ گلے کی سوزش۔ پیٹ کا درد۔ اسہال۔ پیچش۔ ریاح کا درد۔ کمی اشتہا۔ بواسیر۔ قبض ان سب شکایتوں میں مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہے چونکہ یہ نمک سلیمانی گردہ و مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے۔ دمہ یا سانس کا پھولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہوا ہو اس میں بھی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے گٹھیہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزاروں میں سے دو چار سرٹیفکٹوں کا خلاصہ

جناب معلی القاب بیر الدولہ ناظم یار جنگ اوستاد جہان میرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن ۱۴ تاریخ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہیں اوصاف کیساتھ موصوف پایا جیسا کہ اشتہار میں درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اسنے بھی تعریف کی۔

جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب نبیرہ عالیجناب نواب صاحب الی چھجر مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مقام لدہانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی۔ بدہضمی۔ کھٹی ڈکار۔ نفخ۔ درد ریحی۔ درد شکم کے واسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایت کے شاکی تھے میرے پاس آئے میں نے آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے اون لوگوں کو آرام ہوا۔ درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اور میں خود۔ درد ریاحی اور کھٹی ڈکاروں کے مرض میں مبتلا تھا اس نمک سلیمانی

جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تھا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہوں جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بھیجدیجئے۔

جناب بابو سلک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر میں جو کہ مجکو جاپان آتے وقت درپیش تہا۔ بہت مدد ملی۔ سمندری بیماری مثل قے۔ متلی و چکر وغیرہ میں اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا۔ آپکا نمک سلیمانی معدے کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کھانے میں نہایت خوش ذائقہ ہے۔ :- **جناب** بابو ٹہل رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ امریکہ وغیرہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کیواسطے اکسیر نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریاں مثل متلی۔ چکر۔ قے۔ بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنے والے لوگ اپنے ساتھ رکھکر ضرور فائدہ اٹھائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہینگے۔

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب پنڈت رما شنکر صاحب مصر ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑھانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ سو ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکاروں کو روک دیتا ہے۔ غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جنلوگوں کو کھانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کھانا کھانیکے بعد تہوڑا سا نمک سلیمانی کھالیا کریں

مفت

اگر ہمارے سرمہ کی شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہوگا تو وہ جعلی سمجھنا چاہیئے ۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد یا چہزار سے بڑہاکر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے۔ ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ میں اس کے خریدار موجود ہیں سیکڑوں سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں درئیسوں اور عہدہ داروں کے موجود ہیں جنکے شائع کرنیکے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۳۱۔ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگوں نے منگائیں اسپر تجربہ کے بعد ۷۰ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جسپر دس بیس بار تجربہ نہوا ہو ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول الماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ جالا۔ پھولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش موتیابند ابتدائی۔ سرخی۔ ناخنہ۔ وغیرہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی اور حالت مرض لگاتار استعمال کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تاجروں دوا فروشوں اور ڈاکٹروں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تاجروں۔ دوا فروشوں اور ڈاکٹروں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کیے جائینگے دریافت طلب امور کے لیئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگانے میں جانبین کا اطمینان ہوگا۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالا نشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی۔ سنگی اور مشجر اور مختلف الوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابکدست کاریگروں نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک مرتبہ منگا کر ملاحظہ تو کیجئے۔

قیمت فی تہان قسم اول۔ طول ۱۴ گز ۱۰ گرہ عرض ۱۴ گرہ عہ ۔ قیمت فی تہان قسم دوم۔ طول ۱۴ گز ۸ گرہ عرض ۱۰ گرہ

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے۔

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانیکی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے۔

سرمہ سلیمانی ۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جسکے صرف چند روز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجیے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ **سنون دندان** ۔ جس کے استعمال سے ڈاڑہ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا ہو یا دانتوں سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں۔ قیمت فی بکس ۱۴ **پوڈر بالصفا** ۔ یہ پوڈر دیگر پوڈروں کیطرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ میں فارغ کر دینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خوردہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب اسی ترقی دی گئی ہے۔ اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کیئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔

ناگر تیل ۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونیسے روکتا ہے ۔ نزلہ آنکھوں ۔ درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار ۔

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

منشی نونہال سنگہ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی ۔ محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس ۔ (انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈ سنز مالک کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ۔)

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ ، (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ ہجری | جلد ۹

فہرست مضامین

اطلاع ضروری

چونکہ ایک خاص مضمون کا ایک ہی پرچہ مین پورا اور یکجا شایع کرنا مقصود ہے اسلئے اس مضمون کو ایک اکسٹرا نمبر کی شکل مین شایع کرنیکا انتظام کیا ہے اس لحاظ سے یہہ نمبر جو ۳۳ ہے مسلسل نمبر قایم ہے لیکن اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کا قرار دیا جاتا ہے جس سے بظاہر ۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم شائع نہیں ہوتا مگر وہ اکسٹرا نمبر اسکی تلافی کریگا انشاء اللہ العزیز اسلئے احباب اس اطلاع کو پڑھ لینے کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے لئے طلبی کے خطوط روانہ نکرین -

(ایڈیٹر)

ضرورت

۱- ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے لئے ایک مخلص احمدی خدمتگار کی ضرورت ہے چار روپیہ ماہوار اور کہانا ملیگا - ایڈیٹر الحکم کے نام درخواست ہو -

جنازہ غایب

۲- حاجی الہی بخش صاحب ساکن ملتان ۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کو فوت ہو گئے ہین - احمدی بہائی مرحوم کے لئے نماز جنازہ غایب پڑہ دین - مرحوم حضرت اقدس کے پرانے مخلص خادم تھے اللہ تعالے انہین اپنی رضا کے مقام مین جگہ دے - آمین -

کوئی ذی ہمت احسان کرے؟

ایک غریب بہائی جو اخبار خریدنے کی استطاعت نہین رکہتا اہل دل صاحب استطاعت احباب کو توجہ دلاتا ہے کہ کوئی اسکے نام الحکم جاری کرادے -

تازہ الہامات ورویا

۱۶- ستمبر ۱۹۰۵ء - رؤیا - دیکھا - کہ ایک شخص مسمی شرم پت ساتھہ ہے - ایک گہرے پانی مین جو جہیل کی طرح ہے - ہم ہر دو کنارے کیطرف تیرتے جاتے ہین کنارہ بہت دور ہے - اور مین پانی پر لیٹا ہوا جا رہا ہون - اور تیرتا چلا جاتا ہون - اسی طرح تیرتے ہوئے جب مین قریب نصف کے پونچا - تو معلوم ہوا کہ قریباً زانو تک پانی ہے - پھر کنارہ پر پہونچ گئے اور خیال آیا - کہ میرا لڑکا مبارک اسی کنارہ پر رہا ہے پھر ہم اس کو لینے کے واسطے واپس آگئے - تب دیکھا - کہ پانی ایک طرف سے بالکل خشک ہے ایک طرف باقی ہے - اور لوگ خشکی پر چلتے ہین ہم بھی خشکی کی راہ پر چلنے لگے -

فرمایا - بظاہر تو آجکل مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے دعا کی جاتی ہے - اور غالباً ان کے متعلق یہ رؤیا ہے - شاید یہ تعبیر ہو - کہ ایک حصہ زخم کا خشک ہو گیا ہے - اور دوسرا حصہ ابھی باقی ہے - اور شرم پت کے لفظ سے انجام بخیر معلوم ہوتا ہے - واللہ اعلم -

۱۹- ستمبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکھا - کہ مرزا غلام قادر صاحب میرے بڑے بہائی نہایت سفید لباس پہنے ہوئے میرے ساتھہ جا رہے ہین - اور کچھہ باتین کرتے ہین ایک شخص ان کی باتین سنکر کہتا ہے کہ یہ کیسی فصیح بلیغ گفتگو کرتے ہین - گویا پہلے سے حفظ کر کے آئے ہین - فقط -

فرمایا - ہمارا تجربہ ہے - کہ جب کبھی ہم اپنے بھائی صاحب کو خواب مین دیکھتے ہین تو اس سے مراد کسی مشکل کام کا حل ہونا ہوتا ہے - آجکل چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کی جاتی ہے اس واسطے امید ہے - کہ اللہ تعالے ان کو شفا دیگا - غلام قادر سے خدائے قادر کی قدرت کیطرف اشارہ ہے -

۲۰- ستمبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکھا - کہ مین بٹالہ کو جاتا ہون خیال آیا - کہ نماز کا وقت تنگ ہے - اس واسطے ایک مسجد مین گیا - جو کہ چھوٹی سی مسجد ہے - مسجد کے زینوں پر سے چڑھتے ہوئے مرزا خدا بخش کی آواز آئی - وہ تو کہین کو چلے گئے - پھر جب مین مسجد مین داخل ہوا - تو دیکھا - کہ بڑے مرزا صاحب یعنی والد صاحب کا ایک پرانا نوکر مرزا رحمت اللہ نام جو قریباً پچاس سال تک والد صاحب کی خدمت مین رہا تھا - اور جس کو فوت ہوئے بھی قریباً چالیس سال ہوئے ہین - وہان موجود ہے اور غمگین سا ہے اور مسجد کے کنوئین کی منڈیر پر محمد اسحاق (ولد میر ناصر نواب صاحب) بیٹھا ہے - اور پیر منظور محمد بھی اس جگہ ہے - اسحٰق نے مرزا رحمت اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا - کہ بڑے مرزا صاحب نے اس کی روٹی بند کر دی ہے اور یہ ارادہ کرتا تھا - کہ چلا جائے - اور خدا جانے - کہان جانا تھا - مگر منظور محمد نے اسکو رکھہ لیا ہے - کہ تجارت کرے -

گذارہ کر لیں گے۔ ہمارے دل میں خیال آیا۔ کہ معلوم نہیں۔ مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی ہے بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ فقط۔

پھر الہام ہوا۔ انی انا الرحمن لا یخاف لدی المرسلون قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

ترجمہ۔ تحقیق میں رحمان خدا ہوں۔ مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے۔

کہ یہ خدا کے کام ہیں۔ پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن میں لہو لعب کریں۔

مندرجہ بالا رویاء کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُر معنی خواب ہے۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے۔ روٹی کا بند ہونا۔ اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے۔ سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے۔ لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے۔ کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے۔ رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے۔ اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمد صلعم کو منظور ہے۔ وحی الٰہی نے میرا نام محمد بھی رکھا ہے۔ پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور تندرستی ہے۔ جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں۔ تجارت سے مراد دعا کرنا۔ خدا پر ایمان رکھنا اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علٰے تجارۃٍ تنجیکم من عذابٍ الیم تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم۔ اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں۔ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی۔ وہ تو بند ہو چکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے۔

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبد الکریم صاحب

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ مولوی عبد الکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھتے ہیں۔

اُولٰئک علٰی ھُدًی من ربھم و اُولٰئک ھم المفلحون

فرمایا۔ اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ فرمایا یہ مرض مہلک ہے۔ اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں۔ لیکن دعا بہت کی گئی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سود ہے۔

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی۔ کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں۔ فرمایا۔ ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے۔ ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں۔

ذکر آیا۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام استغفر اللہ رکھا ہے۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالےٰ سے استغفار کرتا رہیگا۔

مولوی نور الدین صاحب کے صاحبزادہ عبد الحی کا ذکر تھا۔ کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی تھی۔ فرمایا۔ اجنبی دشمن اور دور رہنے والا کیا حاصل کر سکتا ہے۔ جو لوگ قریب رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے رہتے ہیں۔ پاس رہنے والے تو آپ بیتی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں۔

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء۔ صبح۔ ایک دوست نے عرض کی میرے گھر سے خبر آئی ہے۔ کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ۔ مگر بیماری کی تفصیل نہیں حضور دعا فرماویں۔

فرمایا۔ میں دعا کروں گا۔ لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے ہی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے۔ کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا۔ کہ والدہ اسحاق فوت ہو گئی ہے۔ اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خداوند تعالےٰ ہر دو کو با صحت دعا عافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا۔ جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے۔ بخار چڑھا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا۔ میں اسی فکر میں تھا۔ کہ الہام ہوا۔ ان کیدکن عظیم جس سے میں سمجھ لیا۔ کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے۔ ورنہ دراصل خیر ہے۔ اس وقت مولوی عبد الکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے۔ ان کو سنایا گیا۔ اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا۔ اور اسی کو وہاں بھیجا گیا۔ تو بات وہی نکلی۔ جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی۔

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی۔ کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا۔ اور اس واقعہ کا گواہ ہوں۔

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا۔ وہ بھی کافر ہے ہر ایک چیز کو جب اسکا حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنوأں طیار ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے۔ کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے حق محنت کا ادا نہیں کیا۔

۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر۔ فرمایا۔ یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ فبھداھم اقتدہ۔ پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر۔ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء ہوئے۔ اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تھیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا۔ اور کسی میں کوئی۔ اور آں تمام نبیوں کی اقتدا کرنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کر لینا چاہئے اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی خوبی آپ میں موجود ہے۔ اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے مگر پہلے ان میں کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع نہ تھا۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۲۱ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

۲ - حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳ - **مخدوم الملۃ** کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہو رہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جانے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا۔ ضعف اور نقاہت بدستور ہے۔ جو کثرت پیشاب کیوجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے۔ بہرحال حضرت مخدوم الملۃ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے۔ خود اعلےٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے **ڈاکٹر** میرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور چستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالےٰ انکی مساعی کو بار آور کرے۔ (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملۃ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اسوجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کر سکے۔ اس سے بڑھ کر بیہودہ بات کیا ہو گی۔ کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں اگر امام حسینؓ یا انکے قرمنی علی نے اسکو کہا!

وہ یاد رکھیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بت کو توڑ رہا ہے مصائب۔ امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں۔ ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب عدہ کے موافق آتا ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ یہ ہم پر ہماری فلاں شرارت کے باعث ہے۔ لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ بحمد اللہ میں اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے۔ جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اسے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور ہے اسے کہہ سکتی ہو کہ یہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہو۔ اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف اسپر آئی ہے تو مہربانی کر کے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کیسکی وجہ سے آئی تھی؟ اور اس میں خدا تعالےٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کر دیا؟

بہرحال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اسکے فضل اور کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملۃ شفا پا کر (خدا انہیں جلد شفا دے) اسپر لکھیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا جس رنگ میں چاہیگا زخم کی حالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے۔

۲۱ ستمبر کی رات کو اعلےٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت

حضرت اقدسؑ کی پُرانی تحریرین

(خاص الحکم مین شائع ہونے والے مضامین)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ - پس احسان کو خدا تعالےٰ نے عدل سے موخر کیا یہہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جسمین عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شے کا غیر محل مین نہ ہو کیونکہ عدل کے یہی معنی ہین جو ہر یک شے کو اپنے محل پر وضع کرین پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کرکے کسی کو مروت کیوجہ سے کچھ دیدے یہہ احسان جائز نہین ہے کیونکہ یہ عدل کی پابندی سے نہین یا مثلاً ایسا احسان کہ حقدار کے حق سے تغافل کرکے کسی دوسرے سے سلوک کرے -

اسی طرح ایک خلق خاص جو احسان مین داخل ہے وہ عدل کی پابندی سے محمود ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہے یعنے ایسا رحم ہو کہ جس مین عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو ہے کہ جسمین عدل فوت ہو جاسے وہ جائز نہین مگر اسجگہ یاد رہے کہ احسان کے معاملہ مین ہر یک شخص کو ایثار تو درست ھے یعنے اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دیدے مگر یہ جائز نہین کہ کسی دوسرے کا حق احسان مین تلف کرے اسی طرح عفو مین یہ جائز نہین کہ ایسے موقع مین کہ مقتضا عدل کا قصاص ہو عفو کرے لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع الشے فی محلہ ہے اور جمع ہونا عدل و عفو یا عدل اور احسان اور یا عدل اور انتظام کا ایک محل مین اجتماع ضدین مین سے نہین ہے اور عدل مین بہرحال سزا دینا لازم نہین بلکہ وصفیت عدل کی یہ ہے کہ جو ایک امر باعث اکثر اغلب لوگون کی بھلائی کا ہے وہی بجالایا جائے یعنے وضع شے کا اپنے محل پر کیا جائے اس صورت مین عدل اور اخلاق فاضلہ مین کچھہ تضاد نہین بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہین کہ جب عدل کے ساتھہ جمع ہون اور جو علت غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جب بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہون کیونکہ خداوند تعالےٰ احق محض ہے اور ہر یک امر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اوس کے حصول کا نہین ہو سکتا بلکہ اُس سے بُعد اور دوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہہ یاد رکھنا چاہئے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز ہی نہین بلکہ وہ اسلئے استعمال لائی جاتی ہین کہ تا حصول وصال الٰہی کے لئے وسائل ہون پس وہ اسی حالت مین وسیلہ ٹہر سکتے ہین کہ جب علی وجہ الحق والحکمت صادر ہون کیونکہ جب اخلاق علی وجہ الحق والحکمت صادر ہون گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائیگا اور یہہ امر اوس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہین اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نکرے درجہ محویت کا اُسکو حاصل نہین ہو سکتا -

اب اسبات کا سمجھنا بھی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے سو اس کی توضیح یہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے جو اُسکے سارے کام خدا کے لئے ہو جائین اُس کا عفو اُس کا رحم اُس کا احسان اُس کا انتقام اُس کا قصاص اُسکی نرمی اسکی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو تا وہ اپنے تمام قول اور فعل اور حال مین اپنے وجود سے بکلی کہویا جائے اسے مین اُسکی سعادت عظمیٰ اور نجات ہے اور یہی آخری مرتبہ اُسکے کمال کا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ انسان کی تمام اخلاق محض خدا کے لئے کیونکر صادر ہون -

عوام یون سمجھتے ہین کہ جو شخص خدا سے ڈر کر بہرحال مخلوق اللہ سے نیکی کرے اور بغیر ملاحظہ محل بے محل کے عفو اور سلوک اور احسان کی عادت ڈالے وہ سارے کام خدا کے لئے ہی کرتا ہے - لیکن وہ ایسا سمجھنے سے غلطی پر ہین بلکہ جو فعل خیر بے محل کیا جائے وہ فعل خیر ہی نہین رہتا بلکہ فعل شر ہو جاتا ہے ایک شخص کو حنظل کہلانا سود مند ہے تم اوسکو شہد پلاتے ہو گو وہ شیرین ہے لیکن تم اس سے نیکی نہین کرتے - علاوہ اسکے یہ سمجھنا چاہئے - کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہہ غرض ھے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہون یعنے ایسے طور سے استعمال مین ہون کہ جس سے انسان اپنے ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اسکے اور کوئی نہین کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرین جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائین اور جیسے سایہ اپنے وجود مین کچھہ چیز ہی نہین بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت مین محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اُسکو اپنی ذات مین نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اُسکے لئے کوئی بھی صفت نہین نہ اُس مین رحم کی صفت ھے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی اور ان صفتون کو اُسمین پیدا کرنے والا محض اخلاق الٰہی ہون اور یہ اخلاق اس طور سے اوس سے صادر ہون کہ جنسے توحید فعلی پیدا ہوتی ہے اور توحید فعلی اخلاق کی تبھی پیدا ہوتی ہے - کہ جب اخلاق انسان کو بہ تبعیت اخلاق اپنے خالق کے صادر ہون اور خالق کے تمام اخلاق مین حقیقی نیکی بہری ہوئی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ھے دنیا مین صرف اُس کا لطف ہی نہین پایا جاتا بلکہ قہر بھی پایا جاتا ہے لیکن خالق کا مقصود بالذات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لطف اور قہر اُسکے لباس ہین اور جسطرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات مین فرق نہین آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی مین کچھہ بھی تبدل واقعہ نہین ہوتا چونکہ خدا اپنے بندون سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اسلئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہان ہو اُسکو سمجھنا چاہئے کہ یہہ توحید فنائی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنائی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جسطرح خداوند تعالےٰ حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے نہ مجازی نیکی کو - عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم -

یہہ بھی حقیقی نیکی کا مصدر ہو جائے پس حقیقی نیکی کا مصدر رہا تو بباعث فنائی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پائے گا - اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز نہین بلکہ وہ قوتین خدا نے انسان کو اس لئے عطا فرمائی ہین - کہ تا انسان فنائی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کرکے توحید فعلی کو حاصل کرلے -

اب جبکہ مدار فنائی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹہری تو اسے حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ھے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ھے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے مین متساہل رہے وہ درجہ تفریط مین ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑھے وہ افراط مین پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ھے کیونکہ محل کے ساتھہ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نکرنا یہہ تفریط ہے کیون اسمین محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اُس کی دعا ہر نماز مین بھی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا رہے کیونکہ یہ امر اوسکو توحید پر قایم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدا کی صفت ہے علاوہ اسکے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے بندون کے ساتھہ بجالایا جائے تو اوس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر خدا کے ساتھہ بجالایا جاسکے تو اوس کا نام اخلاص اور احسان ھے اور اگر اپنے نفس کے ساتھہ ہو تو اُس کا نام تزکیہ نفس ہے اور صراط مستقیم ایسا لفظ ھے کہ جسمین حقیقی نیکی اور اخلاص باللہ اور تزکیہ نفس تینون شامل ہین -

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پہر یہ تینون تین قسم پر ہین - علمی مین حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے - اور عملی مین اُن حقوق کو بجالانا -

مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اوسکو ایک سمجھنا اور اوسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیون کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی مین محصور رکھنا یہہ تو حق اللہ مین علمی صراط مستقیم ھے - اور عملی صراط مستقیم یہہ ھے جو اُسکی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت مین اوس کا کوئی شریک نکرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اُسی کی محبت مین کہوئے جانا یہہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ھے -

اور حق العباد مین علمی صراط مستقیم یہہ جو اُنکو اپنا ہی نوع خیال کرنا اور اونکو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ھے - جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہین یہہ توحید علمی ھے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ھے کہ جسمین کوئی نقصان نہین اور اپنی ذات مین کامل ھے -

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے - حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت مین اون کے حق مین اصلح اور راست ہے بجالانا یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اسمین یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق مین فانی ہون اور حق النفس مین علمی صراط مستقیم یہہ ھے کہ جو جو نفس مین آفات پیدا ہوتی ہین جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم اُن سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت مین اخلاق رذیلہ ہین ویسا ہی اون کو اخلاق رذیلہ جاننا یہہ علمی صراط مستقیم ھے اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس مین کوئی عیب نہین اور اپنی ذات مین قدوس ھے -

اور حق النفس مین عملی صراط مستقیم یہہ ھے جو نفس سے اُن اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلی عن الرذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہ عملی صراط مستقیم ہے - یہہ توحید ہے کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ھے کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے -

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

(اخبار الحکم مین شایع ہونے والے مضامین)

اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی - پس احسان کو خدا تعالٰے نے عدل سے موخر کیا یہہ اسی کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جسمین عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شے کا غیر محل مین نہ ہو کیونکہ عدل کے یہی معنی ہین جو ہریک شئے کو اپنے محل پر وضع کرین پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کرکے کسی کو مروت سے کچھہ دیدے یہہ احسان جائز نہین ہے کیونکہ یہ عدل کی پابندی سے نہین یا مثلاً ایسا احسان کہ حقدار کے حق سے تغافل کرکے کسی دوسرے سے سلوک کرے -

اسی طرح ایک خلق فاضل جو احسان مین داخل ہے وہ عدل کی پابندی سے محمود ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہے یعنے ایسا رحم ہو کہ جس مین عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو ہے کہ جسمین عدل فوت ہو جائے وہ جائز نہین مگر اسجگہ یاد رہے کہ احسان کے معاملہ مین ہریک شخص کو ایثار تو درست ہے یعنے اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دیدے مگر یہ جائز نہین کہ کسی دوسرے کا حق احسان مین تلف کرے اسی طرح عفو مین یہ جائز نہین کہ ایسے موقع مین کہ مقتضا عدل کا قصاص ہو عفو کرے لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع الشئے فی محلہ ہے اور جمع ہونا عدل کا عفو یا عدل اور احسان اور یا عدل اور انتظام کا ایک محل مین اجتماع ضدین مین سے نہین ہے اور عدل مین بہرحال سزا دینا لازم نہین بلکہ وصفیت عدل کی یہ ہے کہ جو ایک امر باعث اکثر اغلب لوگون کی بھلائی کا ہے وہی بجالایا جائے یعنے وضع شے کا اپنے محل پر کیا جائے اس صورت مین عدل اور اخلاق فاضلہ مین کچھہ تضاد نہین بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہین کہ جب عدل کے ساتھہ جمع ہون اور جو علت غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبھی متحقق ہو سکتی ہے کہ جب بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہون کیونکہ خداوند تعالٰے احق محض ہے اور ہریک امر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اوس کے حصول کا نہین ہو سکتا بلکہ اُس سے بُعد اور دوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہہ یاد رکھنا چاہیئے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز ہی نہین بلکہ وہ اسلئے استعمال لائی جاتی ہین کہ تا حصول وصال الٰہی کے لئے وسائل ہون پس وہ اسی حالت مین وسیلہ ٹھہر سکتے ہین کہ جب علے وجہ الحق والحکمت صادر ہون کیونکہ جب اخلاق علے وجہ الحق والحکمت صادر ہون گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائیگا اور یہہ امر اوس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہین اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نکرے درجہ محویت کا اُسکو حاصل نہین ہو سکتا -

اب اسبات کا سمجھنا بھی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے سو اس کی توضیح یہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے جو اُسکے سارے کام خدا کے لئے ہو جائین اُس کا عفو اُس کا رحم اُس کا احسان اُس کا انتقام اُس کا قصاص اُسکی نرمی اسکی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو تا وہ اپنے تمام قول اور فعل اور حال مین اپنے وجود سے بکلی کھویا جائے اسے مین اُسکی سعادت عظمٰی اور نجات ہے اور یہی آخری مرتبہ اُسکے کمال کا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ انسان کی تمام اخلاق محض خدا کے لئے کیونکر صادر ہون -

عوام یون سمجھتے ہین کہ جو شخص خدا سے ڈر کر بہرحال مخلوق اللہ سے نیکی کرے اور بغیر ملاحظہ محل بے محل کے عفو اور سلوک اور احسان کی عادت ڈالے وہ سارے کام خدا کے لئے ہی کرتا ہے - لیکن وہ ایسا سمجھنے سے غلطی پر ہین بلکہ جو فعل خیر بے محل کیا جائے وہ فعل خیر ہی نہین رہتا بلکہ فعل شر ہو جاتا ہے ایک شخص کو حنظل کھلانا سودمند ہے تم اوسکو شہد پلاتے ہو گو وہ شیرین ہے لیکن تم اُس سے نیکی نہین کرتے - علاوہ اسکے یہ سمجھنا چاہیئے - کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہون یعنے ایسے طور سے استعمال مین ہون کہ جس سے انسان اپنے ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اسکے اور کوئی نہین کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرین جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائین اور جیسے سایہ اپنے وجود مین کچھہ چیز ہی نہین بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت مین محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اُسکو اپنی ذات مین نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اُسکے لئے کوئی بھی صفت نہین نہ اُس مین رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی اور ان صفتون کو اُسمین پیدا کرنے والا محض اخلاق الٰہی ہون اور یہ اخلاق اس طور سے اوس سے صادر ہون کہ جنسے توحید فعلی پیدا ہوتی ہے اور توحید فعلی اخلاق کی تبھی پیدا ہوتی ہے - کہ جب اخلاق انسان کی بہ تبعیت اخلاق اپنے خالق کے صادر ہون اور خالق کے تمام اخلاق مین حقیقی نیکی بھری ہوئی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ہے دنیا مین صرف اُس کا لطف ہی نہین پایا جاتا بلکہ قہر بھی پایا جاتا ہے لیکن خالق کا مقصود بالذات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لطف اور قہر اُسکے لباس ہین اور جسطرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات مین فرق نہین آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی مین کچھہ بھی تبدل واقعہ نہین ہوتا چونکہ خدا اپنے بندون سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اسلئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہان ہو اُسکو سمجھنا چاہیئے کہ یہہ توحید فنائی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنائی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جسطرح خداوند تعالٰے حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے نہ مجازی نیکی کو - عسی ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم -

یہہ بھی حقیقی نیکی کا مصدر ہو جائے پس حقیقی نیکی کا مصدر ہوا تو بباعث فنائی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پائے گا - اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز نہین بلکہ وہ توفیق خدا نے انسان کو اس لئے عطا فرمائی ہین - کہ تا انسان فنائی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کرکے توحید فعلی کو حاصل کرلے -

اب جبکہ مدار فنائی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹھہری تو اسے حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے مین متساہل رہے وہ درجہ تفریط مین ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑہے وہ افراط مین پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے کیونکہ محل کے ساتھہ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نکرنا یہہ تفریط ہے کیون اسمین محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اُس کی دعا ہر نماز مین بھی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا رہے کیونکہ یہ امر اوسکو توحید پر قایم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر رہنا خدا کی صفت ہے علاوہ اسکے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے بندون کے ساتھہ بجالایا جائے تو اوس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر خدا کے ساتھہ بجالایا جائے تو اوس کا نام اخلاص اور احسان ہے اور اگر اپنے نفس کے ساتھہ ہو تو اُس کا نام تزکیہ نفس ہے اور صراط مستقیم ایسا لفظ ہے کہ جسمین حقیقی نیکی اور اخلاص علیحدہ اور تزکیہ نفس تینون شامل ہین -

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینون تین قسم پر ہین - علمی مین حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے - اور عملی مین اُن حقوق کو بجالانا -

مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اوسکو ایک سمجھنا اور اوسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیون کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی مین محصور رکھنا یہہ تو حق اللہ مین علمی صراط مستقیم ہے - اور عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو اسکی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت مین اوس کا کوئی شریک نکرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت مین کھوئے جانا یہہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے -

اور حق العباد مین علمی صراط مستقیم یہہ ہے جو انکو اپنا بنی نوع خیال کرنا اور انکو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے - جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہین یہہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمین کوئی نقصان نہین اور اپنی ذات مین کامل ہے -

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت مین اون کے حق مین اصلح اور راست ہے بجالانا یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اسمین یہہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق مین فانی ہون اور حق النفس مین علمی صراط مستقیم یہہ ہے کہ جو جو نفس مین آفات پیدا ہوتی ہین جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت مین اخلاق رذیلہ ہین ویسا ہی اون کو اخلاق رذیلہ جاننا یہہ علمی صراط مستقیم ہے اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس مین کوئی عیب نہین اور اپنی ذات مین قدوس ہے -

اور حق النفس مین عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو نفس سے اُن اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلی عن الرذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہ عملی صراط مستقیم ہے - یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے

اور اُس مین حق العباد مین جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے :-

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے - اور ایک بالمعنے شرف ہے خواہ خارج مین کبھی ظہور مین آوے یا نہ آوے - لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج مین اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت مین ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہین یہہ تزکیہ نفس ایک جنگل مین اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہین ہو سکتا۔

اب جاننا چاہیے جو صراط مستقیم علمی و عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو - پس یاد رکھنا چاہیے جو قرآن شریف مین بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہین دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہین ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید عملی کے قایم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود مین اخلاق الٰہیہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور مین لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال مین فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین - اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی بی یبطش - اور اس حالت مین کہ افعال اوس کے افعال الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہین تو اس صورت مین بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اُسکے افعال مین نہین آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اُس سے صادر ہوتا ہے اور اُسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اُس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجھتا ہے -

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت مین توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہین جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہین ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اُسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے - ایسا ہی عجب مین بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل مین بھی اپنی ہی خود داری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے - پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی مین ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے - اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکّٰھا - اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین اٰمنوا و لم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئك لھم الامن وھم مھتدون -

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملبوث نہ کیا انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہین - یعنے اُن کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا - اور پھر اپنے اخلاقی قوتون کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی -

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے -

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہی جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے اُنس اور شوق الٰہی مین مستغرق کرین یہہ اسلئے توحید ہے جو اسمین فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان مین نرہے -

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشون سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہین اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاك نعبد و ایاك نستعین کی دعا ہے - کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہہ توحید حاصل نہین ہو سکتی -

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے -

دوسری توحید عملی کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ مین کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے -

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا - اور نابود اور بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے - اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاك نستعین ہے ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے - اور حتی الوسع و استطاعت تزکیہ نفس مین مجاہدہ کرے اوسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہیے جو اس توحید کا پیالہ اوسکے نصیب کرے - گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند - ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا -

والذین اٰمنوا ولم یلبسوا بظلم اولٰئك لھم الامن وھم مھتدون -

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے - توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ - توحید بہ تخلق اخلاق اللہ - توحید بہ شہود وجود اللہ -

توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا قائل ہو اور اسی کے ضمن مین توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پھر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہٗ لا شریك مین ہے جسکے یہ معنے ہین جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جائز نہین یہ تو توحید علمی ہے -

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی مین ایسے محو ہون جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائین اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہون کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو - یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہین -

توحید اعتقادی - توحید فی العبادت - توحید اخلاقی - توحید شہودی -

توحید اعتقادی ظاہر ہے - توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات مین خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہراوین

توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو - توحید شہودی یہ ہے جو بہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالٰی کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے -

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

انصاف پسند اور بے تعصبی قابل قدر جوہر ہین - جہان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین دیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرایض منصبی کی کچھ بھی پروا نکرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہان بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہین جو بلا خوف لومۃ لائم اپنی بے لگاؤ رائے کے اظہار سے رک نہین سکتے - ایسے ہی اخبار نویسون مین سے ایک معزز معصر پنجہ فولاد بھی ہے جسنے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکھتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ راگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے -

مرزا غلام احمد صاحب مدعیے مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی مین سچے ہین یا جھوٹے اس خیال جانے دو - ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہونا چاہتا ہے - ان جھگڑون سے کیا سروکار - ان کے مریدون کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالو جو اکثر برائے نام مسلمانون سے بہترین و افضل نظر آئے گی - قریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک میرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے - پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے - مولوی صاحب جوش پر آنکھین سُرخ کرتے - مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترشروئی و سختی سے پیش آتے تھے - اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی مین بول اُٹھتے اور اپنا سلسلہ سخن بند نہ ہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق مین کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تھا اس سے ہزار درجہ بڑھکر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان مین حکیم مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے - ۲۸ - جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا - اور ۱۲ - اگست کو دو سال لیکا بچہ بھی نذر اجل ہو جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا - کہ مولوی صاحب نے قبر مین رکھنے سے پہلے لڑکے کا کفن کھولا - اُس کے مُنہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤن اونکی آنکھ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کھولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور خدا کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین - البتہ چند روزہ

اور اس مین حق العباد مین جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے -

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے - اور ایک بالمعنے شرف ہے خواہ خارج مین کبھی ظہور مین آوے یا نہ آوے - لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج مین اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت مین ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہین یہہ تزکیہ نفس ایک جنگل مین اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہین ہو سکتا -

اب جاننا چاہیئے جو صراط مستقیم علمی او رعملی سے مقصود اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو - پس یاد رکھنا چاہیئے جو قرآن شریف مین بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہین دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہین اسیطرح اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید عملی کے قائم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود مین اخلاق الہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور مین لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال مین فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین - اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی بی یبطش - اور اس حالت مین کہ افعال اوس کے افعال ہی کا ایک سایہ ہوتے ہین تو اس صورت مین بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اسکے افعال مین نہین آتا اور جو مقتضا حق اور حکمت کا ہو وہی اُس سے صادر ہوتا ہے اور اُسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجھتا ہے -

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت مین توحید علی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہین جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہین ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اُسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مد نظر ہوتا ہے - ایسا ہی عجب مین بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل مین بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے - پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی مین ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکّھا - اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذی اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئك لھم الامن وھم مھتدون -

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملبوث نکیا انہین کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہین - یعنے اُن کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا - اور پھر اپنے اخلاقی قوتون کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی -

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلیئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے -

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہی جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے اُنس اور شوق الہٰی مین مستغرق کرین یہہ اسلیئے توحید ہے جو اسمین فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان مین نرہے -

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشون سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلیئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیّت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہین اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاك نعبد و ایاك نستعین کی دعا ہے - کیونکہ بجز فضل الہٰی کے یہہ توحید حاصل نہین ہو سکتی -

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے -

دوسری توحید عملی کہ جو قوٰی اخلاقی کو خدا کے راستہ مین کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے -

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا - اور نابود و بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہ کامل تب میسّر آتی ہے کہ جب جذبہ الہٰی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے - اور بجز فضل الہٰی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے - اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاك نستعین ہے ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے اور حتی الوسع و استطاعت تزکیہ نفس مین مجاہدہ کرے اوسکو جناب الہٰی سے امیدوار ہونا چاہیئے جو اس توحید کا پیالہ اوسکے نصیب کرے - گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند - ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا -

والذین اٰمنوا ولم یلبسوا بظلم اولٰئك لھم الامن وھم مھتدون -

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے - توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ - توحید بہ تخلق اخلاق اللہ - توحید بہ شہود وجود اللہ -

توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا قائل ہو اور اسی کے ضمن مین توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پھر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہٗ لاشریك مین ہے جسکے یہ معنے ہین جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جایز نہین یہ تو توحید علمی ہے -

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الہٰی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الہٰی مین ایسے محو ہون جو اخلاق الہٰی کے اظلال اور آثار ہو جائین اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہون کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو - یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہین

توحید اعتقادی - توحید فی العبادات
توحید اخلاقی توحید شہودی -

توحید اعتقادی ظاہر ہے - توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات مین خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہرا دین توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیت اخلاق الہٰی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو - توحید شہودی یہ ہے جو بہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالٰے کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے -

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

انصاف پسند اور بے تعصبی قابل قدر جوہر ہین - جہان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین دیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرائض منصبی کی کچھ بھی پروا نکرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہان بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہین جو بلا خوف لومة لائم اپنی بے لاگ رائے کے اظہار سے رک نہین سکتے - ایسے ہی اخبار نویسون مین سے ایک معزز معصر پیجہ فولاد بھی ہے جسنے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکھتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ اگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے -

مرزا غلام احمد صاحب مدعیئے مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی مین سچے ہین یا جھوٹے اس خیال جانے دو - ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہونا چاہتا ہے - ان جھگڑون سے کیا سروکار - ان کے مریدون کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالیو جو اکثر برائے نام مسلمانون سے بہترین و افضل نظر آئے گی - قریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک میرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے - پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے - مولوی صاحب جوش سے آنکھین سرخ کرتے - مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترش روی و سختی سے پیش آتے تھے - اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی مین بول اُٹھتے اور اپنا سلسلہ سخن بند نہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق مین کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تھا اس سے ہزار درجہ بڑھکر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان مین حکیم مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے - ۲۸ جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا - اور ۱۲ اگست کو دو سال ایک بچہ بھی نذر اجل ہوا جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا - کہ مولوی صاحب نے قبر مین رکھنے سے پہلے لڑکے کا کفن کھولا - اُس کے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤن اونکی آنکھ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کھولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرتؐ کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور خدا کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین - البتہ چند روزہ

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۲ - ستمبر ۱۹۰۵ء آج کے الہام انی مہین من اراد اہانتک کا ذکر تہا -

فرمایا - بڑے بڑے مکفرین اور ایذا دہندہ جو ہیں - ان کو خدا تعالیٰ ہمارے سامنے ہی اس زمین سے ناکام اٹھا رہا ہے اور ان کی مرادوں کے برخلاف دن بدن اس سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے ابتدا میں جن لوگوں نے بہت زور شور سے مخالفت کا بیڑا اٹھایا تہا - ان میں سے کوئی چودہ پندرہ ایسے یاد ہیں - جو ہماری مخالفت کے معاملہ میں ناکام مر چکے ہیں ان میں سے مولوی غلام دستگیر قصوری تہا جو مکہ سے کفر کا فتوے لایا تہا - نواب صدیق حسن خان لکہو کے کا مولوی محمد اور عبد الحی - رشید احمد گنگوہی لدہیانہ کے تین مولوی - سید احمد خان جو کہتا تہا کہ ہماری تحریریں بے فائدہ ہیں - محمد عمر - مولوی شاہدین لدہیانوی - نذیر حسین دہلوی - محمد حسین بھینی مولوی محمد اسماعیل علیگڈہی - رسل بابا امرتسری -

جس نے جلد معجزہ دیکہنا ہو - اُسے چاہیئے کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرے یا تو سخت مخالف بنے یا محبت کا کمال تعلق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے - کہ جو تیری اہانت کریگا اس کی میں اہانت کرونگا - اور جو تیری اعانت کرے گا اس کی میں اعانت کرونگا معمولی پر مخالفت کرنے والا اور اپنے کاروبار میں چلنے پہرنے والا ماخوذ نہیں ہوتا - کیونکہ خدا حلیم اور کریم ہے وہ اس طرح نہیں پکڑتا -

بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ علےٰ کل شیءٍ قدیر ہے - اسواسطے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ جہوٹ بولے - ایسا اعتقاد بے ادبی میں داخل ہے - ہر ایک امر جو خدا تعالیٰ کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے - جو امر اس کے صفات کے برخلاف ہے ان کیطرف اس کی توجہ ہی نہیں -

صدیق حسن خان نے ادریس کے آسمان پر جانے کی تکذیب کی ہے اور لکہا ہے کہ اگر وہ آسمان پر گیا - تو اس کی موت کس طرح سے ہوگی کیونکہ سب کا مرنا زمین پر ضروری ہے - تعجب ہے - کہ مسیح کے معاملہ میں یہ بات اسکو سمجہ نہیں آئی -

اگر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو موت نہیں دی اور ویسے ہی آسمان پر اوٹہا لیا ہے تو لفظ رفع کا قرآن شریف میں کافی تہا رفع سے پہلے توفی کے لفظ لانے کی پہر کوئی ضرورت نہ تھی - آسمان پر جانے کا مفہوم تو لفظ رفع سے ہی پوری طرح نکل سکتا تہا -

بعض اہل تشیع کا عقیدہ ہے - کہ امام حسین آنحضرت سے افضل ہیں - اور اس پر دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حسین کو شہادت کا درجہ ملا - جو آنحضرت کو نہ ملا تہا یہ ایک غلط خیال ہے کیونکہ شہادت صرف امام حسین کو نصیب نہیں ہوئی - بلکہ ہزارہا اصحابؓ کو ہوئی - اسمیں سب برابر ہیں اور آنحضرت کا کسی کے ہاتہ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بہاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے - کہ واللّٰہ یعصمک من الناس - اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تہی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتہ سے قتل نہ ہوگا - علاوہ ازیں فضیلت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے خدا کی پاک کتاب نے آنحضرت کو سب سے افضل قرار دیا امام حسین نے کہیں یہ دعوٰے نہیں کیا کہ میں سب سے افضل ہوں نہ انکی کسی تحریر سے اور نہ کسی تقریر سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام امت سے افضل ہیں - اور اگر ان کا کوئی ایسا دعوٰے ہوتا تب بھی ماننے کے قابل نہ تہا کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف تہا - امام حسین کی شہادت سے بڑھکر حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادۃ ہے جنہوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلےٰ نمونہ دکہایا اور جنکا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لے گیا تہا - اللہ تعالیٰ جانتا ہے - کہ لوگوں کے مراتب اور درجات کیا ہیں - اسی نے مجہے الہام کیا ہے کہ - انی فضلتک علے العالمین -

اگر سارا زمانہ ایک طرف ہو جاوے اور میں اکیلا ایک طرف رہ جاؤں - تب بہی خدا کے الہام کے بالمقابل کسی کا کہنا نہیں مان سکتا - اگر امام حسین کو یہ وحی ہوئی تہی کہ وہ قیامت تک سب سے افضل ہیں - تو دوسری وحی اسی خدا نے اسکے برخلاف مجہے کس طرح سے کر دی اگر یہ وحی شیطانی ہے تو دن رات خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرۃ اس کے ساتہ کیوں ہے عجب خدا ہے جو پچیس تیس سال سے مفتری کو مہلت دیتا ہے بلکہ دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے اور اس کے مخالفوں کو ہلاک کرتا ہے - اس طرح سارے انبیاء کی صداقت پر شبہ پڑ سکتا ہے افتراء اور کذب تو ایک مکروہ اور غیر طبعی امر ہے انسان کب تک اسکو اختیار کر سکتا ہے - ہمارے دشمن تو ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ یہ اب مارے گئے اور اب ہلاک ہوئے - مگر ہر دفعہ انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ہر طرح سے ایذا دیتے ہیں قتل کی دہمکیاں دیتے ہیں ہمارے قتل کے جواز کے فتوے دیتے ہیں - خون کے مقدمات بناتے ہیں مگر خدا ہر امر میں بقول ان کے کاذب کی طرفداری کرتا ہے ہماری دشمنی کے سبب ان کی شریعت بہی بدل گئی خدا جو صادق کا معاون ہوا کرتا تہا - اب ان کے نزدیک کاذب کا معاون ہونے لگا یہ عداوت انکو کہاں کہاں لے جائیگی - معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عناد ان کو رفتہ رفتہ لا الٰہ الا اللہ کے حلقہ سے باہر نکال دیگا - صادق کے لئے ایک امر مابہ الامتیاز ہوتا ہے - اگر وہ نہیں تو انبیا کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے -

۱۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تہی - تو بارش ہوگئی مگر ان کی یہ دعائیں قابل قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے - اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پہر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے - اس بارش پر بہی خوش نہیں ہونا چاہیئے جو بات الہام الٰہی سے ہم کو معلوم ہوئی ہے - وہ یہی ہے - کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں - اور یہ سچ ہے - کہ اگر خدا ان بلاؤں کو نازل نہ کرے تو پہر دین کی خیر نہیں - تین قسم کے لوگ ہیں - خواص - اوسط درجہ کے لوگ اور عوام - خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں - انکو دین کی کچہہ پرواہ نہیں بلکہ دین پر ہنسی ٹہٹہا کرتے ہیں اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں - عوام مثل وحشیوں کے ہیں تمام دنیا کیحالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے مقدمہ والے ہیں تو جہوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں زمیندار ہے تو شریعت کو چہوڑ بیٹہا ہے ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا - تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دہوکوں میں مصروف ہے - جب تک لوگ تقوےٰ اختیار نہیں کرینگے خدا ہرگز ان پر راضی نہ ہوگا - اور نہ یہہ بلائیں ان کے سر سے ٹلینگی -

زندہ آدمی کا زمین میں دفن ہونا

(از جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی)

ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کا عام دستور ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکہتے ہیں کہ اسکی نبض نہیں چلتی سانس بند ہے - سارا بدن ٹہنڈا برف ہو گیا - جبڑا اور سارے اعضاء اکڑ گئے ہیں چہرہ پر مردنی چہا گئی ہے آنکہیں پتہرا گئی ہیں - کان کی لو مڑ گئی ہے - ناک کا بانسا پہر گیا ہے تو اوس کے مر جانے کا بالکل یقین کر لیتے ہیں - مگر بعض بیماریاں جیسے سکتہ - بیہوشی اور غشی ایسی ہوتی ہے کہ مزید احتیاط کے لئے طبیب کو بلا کر ان کا امتحان کراتے ہیں - بدن میں سوئیاں چبہو کر دیکہتے ہیں - کہ خون نکلتا ہے یا نہیں ؟ جب نہیں نکلتا تو جان لیتے ہیں کہ اس کی جان نکل گئی - پہر جہانتک جلدی ہو سکتی ہے مردہ کو مرگہٹ یا قبرستان میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں - مُردہ جب تک گہر میں پڑا رہے ہندو مسلمان دونوں کہانا حرام سمجہتے ہیں - ہندو مردہ کو نجس جانتے ہیں - اسلئے دونوں مُردہ کی تجہیز اور تکفین میں جلدی کرتے ہیں - اس جلدی کا نتیجہ شاذ و نادر یہ دیکہنے میں آیا ہے کہ مردہ کو ارتہی میں رکہکر یا جنازہ بنا کے لے چلے - کہ رستہ میں مردہ متحرک ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ہنوز مردہ میں جان باقی ہے - یہ دیکہکر ہمراہی ڈر جاتے ہیں - بعض ہندو تو ایسے وہمی ہوتے ہیں کہ وہ مردہ کو گہر میں نہیں لاتے وہ سمجہتے ہیں کہ کوئی خبیث روح اسکے اندر گہس گئی ہے اسکے گہر میں لے جانے سے ضرور کوئی خرابی ہوگی - اور یا رسیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو گہر میں لائینگے تو ضرور گہر میں وبا یا کوئی بلا آئیگی - اسلئے اوسکو گہر سے باہر رکہتے ہیں مگر مسلمان اوسکو خوشی خوشی گہر لے آتے ہیں - اور خدا کا شکر کرتے ہیں بعض دفعہ مرنے کی ساری علامتیں جو اوپر بیان ہوئیں نمودار ہوتی ہیں - ارتہی اور جنازہ کی تیاری ہو جاتی ہے مگر مردہ گہڑی میں ایسی حرکت کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلکر پہر آگئی - پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامتیں موت کی اوپر بیان ہوئیں وہ یقینی موت کی نہیں - اکثر اون سب کے نمودار ہونے پر بہی جان باقی رہتی ہے جس کا ظہور گہڑی میں یا ارتہی اور جنازہ میں ہوتا ہے - مگر معلوم نہیں کہ کتنے ایسے زندہ مرگہٹوں میں جل جاتے ہونگے - یورپ اور امریکہ میں ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے کہ یقینی موت کی اگر کوئی علامت ہے تو وہ صرف ایک ہی ہے یعنے جب بدن بکس کر سڑ جائے اور متعفن ہو جائے مگر اس میں بہی یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس میں بدن سڑ کر متعفن ہوتا ہو -

آدمی کو نہ جلانے سے نہ دبانے سے نہ ریلوے ٹرین کے نیچے کچل جانے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ زندہ دفن ہونے سے ہوتی ہے - بس اس سے زیادہ جانکاہ اور درد انگیز کوئی اور واقعہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی زندہ دفن کر دیا جائے - اس سے بچنے کے لئے مصریوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تہا کہ کوئی آدمی مرتا تو اُسے اپنے پروہت کو امتحان کے لئے دے دیتے - جب وہ کہدیتا کہ ہاں ! اسے یقینی موت آگئی ہے - تو اوسکو خوشبودار گوند اور ممی ملتے - یونانیوں کو بہی یہی خوف تہا کہ ہم کسی

زندہ کو نہ جلاوین - اسلیئے وہ مردہ کی اُنگلی کاٹ کر تجربہ اور امتحان کیا کرتے تھے - پُرانے رومی بھی زندہ آدمی کے دفن کرنے سے ایسے خایف تھے کہ مردہ کو گرم حماموں مین نہایت گرم پانی سے نہلاتے تھے - تاکہ جان کی کوئی رمق ہو تو معلوم ہوجائے - بعض آدمی ایسے وہمی ہوتے ہین کہ مرنے سے پہلے وصیت کر جاتے ہین کہ جان نکلنے کے بعد ہمارا سر کاٹ لینا یا دل نکال لینا کہ پھر زندہ دفن ہونیکی تکلیف اُٹھانیکا کوئی احتمال ہی باقی نرہے -

بعض اطبائے حاذق کی رائے ہے کہ یہ خوف ہی ناحق ہے - اگر بفرض محال کوئی زندہ مردہ سمجھا جا کے قبر مین دفن بہی ہوجاویگا تو ایک سیکنڈ سے زیادہ زندہ نہین رہ سکیگا -

جن قومون مین مُردے جلد دفن کرنے کا رواج ہے اُن کے قبرستان جب کسی ضرورت کے باعث کہودے گئے ہین تو بعض قبرون مین دیکھا گیا کہ کسی مُردے کے سر کے بال ہاتہون سے نچے ہوئے زمین پر پڑے ہین - کسی کا سر قبر کے پتھرون سے پھٹا ہوا ہے ان کے سوائے بعض اور حالتین ایسی دیکھی گئی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یقینی یہ مُردے قبرون مین دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے ہین کہ یہ حرکتین اون سے سرزد ہوئین -

کبہی قبرون سے ایسی آوازین بہی سُننے مین آئی ہین کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو - بعض آدمیون نے اپنے عزیزون کی صورت دیکھنے کے لیئے قبرون کو کہولا ہے تو وہ زندہ نکلے ہین - مسلمانون کے ہان دستور ہے کہ جب قبر کو پکا بناتے ہین تو گڑہا کہول کر کیوڑے یا گلاب کے شیشے مُردہ پر ڈالتے ہین - اس گڑہا کہولنے مین کبہی کبہی یہ دیکھا گیا ہے کہ مردہ کو جطرح قبر مین لٹایا تہا اُسطرح وہ نہین لیٹا ہے یا تو بیٹھا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے پڑا ہوا -

پارسیون کے ہان دخمہ کے طاقون مین مُردے رکہنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مُردہ مین ذرا بہی جان ہو تو معلوم ہوجاتی ہے پارسیون کا یہ پُرانا اعتقاد ہے کہ کُل دار کتے مین زندہ اور مردہ کے شناخت کرنے کی جیسی جبلّی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب حاذق مین ہو ہی نہین سکتی - اسلیے جب کوئی آدمی اُن کا مرتا ہے تو گہر پر کتے کو لاتے ہین - اور جب دخمہ پہ پہنچتے ہین تو وہان بہی کتے کو لاکر دکہاتے ہین - اس رسم کا نام اُنہون نے سگ دید رکہا ہے کہتے ہین کہ اس صفت کے کتے ہونے کی بہت سی مثالین لکہی ہوئی ہین -

ایک کتا اپنے دیشمنت کے جنازہ کیساتہہ بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تہا - جب جنازہ قبر کے پاس رکہا گیا تو وہ اوسپر کود کر چڑہ گیا - جس سے تابوت زمین پہ گر پڑا - اور اوس کا ایک تختہ ٹوٹ گیا اور اس صدمہ سے مردہ ہوش مین آیا اور معلوم ہوا کہ زندہ ہے -

ایک دفعہ ایک شخص مرگیا - اُسکا کتا اس کی قبر پر جا بیٹھا کئی دفعہ تو اُسے پکڑ کر گھر لیگئے - مگر وہ رسی توڑ کر پھر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے کا صحن بڑہانے کے لئے وہ قبر کہودی گئی تو اُس مین ایسی علامتین پائی گئین جن سے معلوم ہوتا تہا کہ قبر مین زندہ ہو کر اُس مردہ نے کچھہ کام یعنے حرکتین کی تہین -

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا مُردون کو دخمہ کے طاقون مین رکہدیتے ہین - جنکے گوشت کو گِدھ کہا جاتے ہین اور گدھ کبہی اُس گوشت کو مونہہ نہین لگاتا جو مردار نہو - اس لئے گِدھ کا گوشت کہانا اُسکے مرنے پر صاف اور یقینی دلالت کرتا ہے -

اب ایک اور بات انسان اور حیوان مین روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ آدمی کچھہ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آئی ھے - اوسکو عالم رویا مین جانا بہی کہتے ہین - اس روح کے باہر جانے کے اکثر حکماء قایل نہین جسکے سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہین - اور پھر جی جاتے ہین - مگر ان مشاہدات کی وجہہ سوائے روح کے معطل ہوتے یا اوس کے باہر جانے اور اندر آنے کے کچھہ اور بتائی نہین جاسکتی تالابون کے خشک ہوجانے سے مچھلیان بالکل مردہ معلوم ہوتی ہین اور جب اُن پر پانی ڈالو تو وہ پھر زندہ ہوجاتی ہین - سانپ جاڑے مین ٹھٹھر کر بالکل سوکہہ جاتے ہین اور ذرا بہی جان اون مین معلوم نہین ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو وہ لہرین لینے لگتے ہین مینڈک کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو جاتے ہین اور کیچڑ اون پر خشک ہو کر ایک خول بنجاتی ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہوجاتے ہین مگر اوس مٹی کے خول کو اُتار کر پانی مین ڈالدو تو وہ ٹرّانے لگتے ہین - یہ تو حیوانون کی مثالین تہین اب انسانون کی سنیئے - !

ایک جوگی مین یہ کمال تہا کہ جب اوسکو روپیہ دیکر کہتے کہ مرجا تو وہ مرجاتا تہا - اُس حالت مین جب سب طرح اسکا امتحان کر کے دیکھتے تھے مگر اُن کی یہی رائے قرار پاتی تہی کہ یہ بیشک مرگیا ہے اور پہر تہوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتا تہا - روح کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار مین تہا - مگر بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تہا - گو روح خود بخود دیر مین سویر مین آجاتی تہی - ایک دفعہ اوسنے اپنی روح کو معطل کیا - پھر وہ کسی طرح بدن مین نہ آئی اور وہ سچ مچ مر ہی گیا - اور اسی پیشہ مین کہ وہ مُردہ بن کر پھر زندہ ہوا اُسکی جان گئی -

ضعیف آدمیون اور بچون مین یہ بات بہت دیکھنے مین آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہوجاتی ہے - اور پہر بحال ہوجاتی ہے امتداد مرض حیات کا چشمہ خالی اور موت کا عمل مختصر کر دیتا ہے - غم والم اور تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریان موت کو لے آتی ہین مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے اور اُن کی موت جو معلوم دیتی ہے - وہ ضعف غش اور بیہوشی ہوتی ھے جو روح کو معطل کر دیتی ہے - بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتون پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اُن کی روح معطل معلوم ہوتی ہے اور وہ مردہ معلوم دیتے ہین - مگر پہر کچھہ عرصہ کے بعد روح اُن مین بحال ہوجاتی ہے -

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب مین لکہی ہے وہ لکہتے ہین کہ جب مین ہندوستان کی سیر کو گیا - تو بابو سنسار چندسین میونسپل سکرٹری مہاراجہ جے پور ۸ - مارچ ۱۸۹۶ء کو مجھے ایک معزز عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تہا - مہاراجہ کے باغ کے پاس اُس کا بڑا وسیع مکان تہا - اس فقیر کے اختیار مین تہا کہ جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور لے آئے سوا یہ کہو کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا تہا اور یہ عمل کر کے وہ بالکل مُردہ بنجاتا تہا اور پھر زندہ ہوجاتا تہا - دسمبر ۱۸۹۵ء مین مُردہ ہونے کی حالت مین ۲۰ دن رہا - اُسکا امتحان بہی نہایت نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تہا -

ڈاکٹر ہیم چندر سین دہلی نے اور اون کے بہائی سنسار نے اس فقیر کا امتحان اُس حالت مین کیا کہ وہ ایک مکان مین جاڑا بسر کرنے کے لیئے بند تہا کچھہ دیر تک اُسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہوگئی اور اُنہون نے وہ آلہ اُسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت دریافت کرتے ہین تو اُسکے دل مین ذرا بہی حرکت محسوس نہین ہوئی - فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ چھہ فٹ سی چھہ فٹ گول کہودا گیا اوسی اینٹ اور گارے سے چُن کر فقیر کو اُسمین اُتار دیا اور دروازہ اُسکا بند کر دیا اور مقفل کر کے قفل پر ڈاکٹر ہیم سین نے اپنی مُہر لگادی اور دو آدمی سالار مجسٹریٹ شہر کے دہان اپنا چوکی پہرہ بٹھا دیا - ۲۳ - روز کے بعد مدفن کہولا گیا تہا البتہ مُردنی اُسپر چہائی ہوئی تہی - اعضا اکڑ اور ٹھٹھر گئے تھے اور وہ مدفن سے باہر نکالا گیا تو اوس کے مونہہ پر شہد اور دودہ اور جسم اور جوڑون پر تیل ملا گیا شام کو زندگی کے آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا - دوسرے دن دال کا پانی اور تیسرے دل کے بعد وہ دودہ روٹی کہانے لگا جو اُسکی معمولی غذا تہی -

اُس فقیر کی یہ باتین دہلی اور جے پور مین مشہور ہین یہ فقیر سنسکرت کا بڑا پنڈت تہا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکہتے تھے وہ اُسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تھے اُسکی دانشمندی اور عقلمندی ظاہر تہی اُس نے کبہی کسی سے روپیہ طلب نہین کیا - دولت کے ذکر سے اوسیو نفرت تہی -

۱۱ - مئی ۱۸۹۵ء کے میڈیکل ٹایمز مین مسٹر بریڈ کا ایک مراسلہ چھپا ہے وہ لکہتے ہین کہ مین نے اس باب مین شہادت کی جمع کرنیمین کوئی موقع ہاتہہ سے نہین دیا کیونکہ اس قسم کے کارہائے عظیم مین بہت سی شعبدہ بازیان اور دہب بندیان اور لاگین ہوتی ہین - مگر اس مین بہی کوئی شک نہین کہ بعض حالتین بالکل بے لاگ بہی ہوتی ہین - اہل سائینس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کر لین - پہر وہ اُن دو نوشتون کا ذکر کرتے ہین جنمین لوگون نے اپنے چشمدید واقعات لکہے ہین جنکو وہ پہلی شہادت کیساتہہ ملا کر کہتے ہین کہ زندہ کا مردہ بن کے دفن ہونا - اور پہر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی امر ثابت ہوتا ہے کہ جس مین شعبدہ بازی اور دہوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل نہین اوس کی ایک مثال یہ لکہی ہے کہ ایک فقیر چھہ ہفتہ تک زمین کے اندر دفن رہا وہ کہانے پینے ہی سے محروم نہین رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے بہی - جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگین کانپتے تھے - اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تھے لیکن اس کا چہرہ صاف تہا اور نبض نہین چلتی تہی - تین برس تک مین ایک جنرل کی مصاحبت مین رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تہا - مدت سے ہندوستان مین ملازم تہا اُس نے ایک حالت خود دیکھی تہی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین مین دفن رہا اور اُسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے مقرر کیا گیا کہ اُسکے ساتہہ کوئی آمد و رفت نہ رکہہ سکے اور مزید احتیاط کے لئے اُسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا - جو اُگ کر بڑھ بہی گیا تہا - وہ ۴۰ - دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ مین وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے خود جا کر دیکھا کہ اناج بدستور بڑہتا چلا آتا ہے جب وہ زمین سے نکالا گیا تو اسوقت بہی جنرل صاحب موجود تہے اُنہون نے فقیر سے سوال و جواب بہی کیئے اور کہا کہ مجھے اس مین شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا کہ اب مجھے دبوائیے اور خود امتحان کر لیجئے - تو پھر جنرل صاحب نے خود اپنے باغ مین امتحان کیا - فقیر اُتنے ہی دن زمین مین دفن رہا جتنے دن پہلے رہ چکا تہا - اور اُن کو پہر اس واقعہ مین کوئی شبہ نرہا ایسے واقعات کی اور شہادتون کا بہی اضافہ ہوسکتا ہے سر کلاد ویڈ صاحب جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین لاہور کے پولیٹکل ایجنٹ تھے اُنکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ مین اس بات کو کہ آدمی زمین مین زندہ دفن ہو کے پھر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا ہوں وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تہی لیکن مین نے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکھا ہے کہ اس کے واقعی ہونے مین مجھے ذرا شبہ نہین رہا - ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تہے اُنہون نے رنجیت سنگہ کے دربار مین ایک فقیر کو زمین مین دفن ہوتے ہوئے دیکھا تہا اور اسکی تحقیقات مین امداد مشقت شاقہ کی

زندہ کو نہ جلادین - اسلئے وہ مردہ کی اُنگلی کاٹکر تجربہ اور امتحان کیا کرتے تہے - پُرانے رومی بھی زندہ آدمی کے دفن کرنے سے ایسے خایف تہے کہ مردہ کو گرم حماموں مین نہایت گرم پانی سے نہلاتے تہے - تاکہ جان کی کوئی رمق ہو تو معلوم ہو جائے - بعض آدمی ایسے وہمی ہوتے ہین کہ مرنے سے پہلے وصیت کر جاتے ہین کہ جان نکلنے کے بعد ہمارا سر کاٹ لینا یا دل نکال لینا کہ پھر زندہ دفن ہونیکی تکلیف اُٹھانیکا کوئی احتمال ہی باقی نرہے -

بعض اطبائے حاذق کی رائے ہے کہ یہ خوف ہی ناحق ہے - اگر بفرض محال کوئی زندہ مردہ سمجہا جاکے قبر مین دفن بہی ہو جائیگا تو ایک سیکنڈ سے زیادہ زندہ نہین رہ سکیگا -

جن قومون مین مُردے جلد دفن کرنے کا رواج ہے اُن کے قبرستان جب کسی ضرورت کے باعث کہودے گئے ہین تو بعض قبرون مین دیکہا گیا کہ کسی مُردے کے سر کے بال ہاتہون سے نچے ہوئے زمین پر پڑے ہین - کسی کا سر قبر کے پتھرون سے پھٹا ہوا ہے ان کے سوائے بعض اور حالتین ایسی دیکہی گئی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یقینی یہ مردے قبرون مین دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے ہین کہ یہ حرکتین اون سے سرزد ہوئین -

کبہی قبرون سے ایسی آوازین بہی سُننے مین آئی ہین کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو - بعض آدمیونے اپنے عزیزون کی صورت دیکھنے کے لئے قبرون کو کہولا ہے تو وہ زندہ نکلے ہین - مسلمانون کے ہان دستور ہے کہ جب قبر کو بناتے ہین تو گڑہا کہول کر کیوڑے یا گلاب کے شیشے مُردہ پر ڈالتے ہین - اس گڑہا کہولتے ہین کبہی یہ دیکہا گیا ہے کہ مردہ کو جطرح قبر مین لٹایا تہا اُسطرح وہ نہین لیٹا ہے یا تو بیٹہا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے پڑا ہوا -

پارسیون کے ہان دخمہ کے طاقون مین مُردے رکہنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مُردہ مین ذرا بہی جان ہو تو معلوم ہو جاتی ہے پارسیون کا یہ پُرانا اعتقاد ہے کہ کُتّا جو رکہتے ہین زندہ اور مردہ کے شناخت کرنے کی جیسی جبلّی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب حاذق مین ہو ہی نہین سکتی - اسلئے جب کوئی آدمی اُن کا مرتا ہے تو گہر پر کتّے کو لاتے ہین - اور جب دخمہ پر پہنچتے ہین تو وہان بہی کتّے کو لاکر دکہاتے ہین - اس رسم کا نام اُنہون نے سگ دید رکہا ہے کہتے ہین کہ اس صفت کے کتّے ہونے کی بہت سی مثالین لکہی ہوئی ہین -

ایک کُتا اپنے ولینعمت کے جنازہ کیساتہہ بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تہا - جب جنازہ قبر کے پاس رکہا گیا تو وہ اوسپر کود کر چڑہ گیا - جس سے تابوت زمین پر گر پڑا - اور اوس کا ایک تختہ ٹوٹ گیا اور اس صدمہ سے مردہ ہوش مین آیا اور معلوم ہوا کہ زندہ ہے -

ایک دفعہ ایک شخص مر گیا - اُسکا کتا اس کی قبر پر جا بیٹہا کئی دفعہ تو اُسے پکڑ کر گھر لیگئے - مگر وہ رسی توڑ کر پھر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے کا صحن بڑہانے کے لئے وہ قبر کہودی گئی تو اُس مین ایسی علامتین پائی گئین جن سے معلوم ہوتا تہا کہ قبر مین زندہ ہوکر اُس مردہ نے کچہہ کام لینے حرکتین کی تہین -

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا مُردون کو دخمہ کے طاقون مین رکہدیتے ہین - جنکے گوشت کو گدِھ کہا جاتے ہین اور گدھ کبہی اُس گوشت کو مونہہ نہین لگاتا جو مردار نہو - اس لئے گِدھ کا گوشت کہانا اُسکے مرتے پر صاف اور یقینی دلالت کرتا ہے -

اب ایک اور بات انسان اور حیوان مین روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ آدمی کچہہ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے یہ سمجہا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آتی ہے - اوسکو عالم رویا مین جانا بہی کہتے ہین - اس روح کے باہر جانے کے اکثر حکماء قایل نہین جسکے سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہین - اور پھر جی جاتے ہین - مگر ان مشاہدات کی وجہہ سوائے روح کے معطل ہوتے یا اوس کے باہر جانے اور اندر آنے کے کچہہ اور بتائی نہین جاسکتی تالابون کے خشک ہو جانے سے مچہلیان بالکل مردہ معلوم ہوتی ہین اور جب اُن پر پانی ڈالو تو وہ پھر زندہ ہو جاتی ہین - سانپ جاڑے مین ٹھٹھر کر بالکل سوکہہ جاتے ہین اور ذرا بہی جان اون مین معلوم نہین ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو وہ لہرین لینے لگتے ہین مینڈک کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو جاتے ہین اور کیچڑ اون پر خشک ہو کر ایک خول بنجاتی ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہو جاتے ہین مگر اون مٹی کے خول کو اُتار کر پانی مین ڈال دو تو وہ ٹرانے لگتے ہین - یہ تو حیوانون کی مثالین تہین اب انسانون کی سُنئیے -!

ایک جوگی مین یہ کمال تہا کہ جب اوسکو روپیہ دیکر کہتے کہ مر جا تو وہ مر جاتا تہا - اُس حالت مین جب سب طرح اسکا امتحان کرکے دیکہتے تہے مگر اُن کی یہی رائے قرار پاتی تہی کہ یہ بیشک مر گیا ہے اور پہر تہوڑی دیر کے بعد زندہ ہو جاتا تہا - روح کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار مین تہا - مگر بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تہا - گو روح خود بخود دیر مین سویر مین آجاتی تہی - ایک دفعہ اوسنے اپنی روح کو معطل کیا - پھر وہ کسی طرح بدن مین نہ آئی اور وہ سچ مچ مر ہی گیا - اور اسی پیشہ مین کہ وہ مُردہ بن کر پھر زندہ ہوا اُسکی جان گئی -

ضعیف آدمیون اور بچون مین یہ بات بہت دیکھنے مین آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہو جاتی ہے - اور پہر بحال ہو جاتی ہے استداد مرض حیات کا چشمہ خالی اور موت کا عمل مختصر کر دیتا ہے - غم والم اور تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریان موت کو لے آتی ہین مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے اور اُن کی موت جو معلوم دیتی ہے - وہ ضعف غش اور بیہوشی ہوتی ہے جو روح کو معطل کر دیتی ہے - بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتون پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اُن کی روح معطل معلوم ہوتی ہے اور وہ مردہ معلوم دیتے ہین - مگر پہر کچہہ عرصہ کے بعد روح اُن مین بحال ہو جاتی ہے -

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب مین لکہی ہے وہ لکہتے ہین کہ جب مین ہندوستان کی سیر کو گیا - تو بابو سنسار چند سین میونسپل سیکرٹری مہاراجہ جے پور ۸ - مارچ ۱۸۹۶ء کو مجہے ایک معزز عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹہا تہا - مہاراجہ کے باغ کے پاس اُس کا بڑا وسیع مکان تہا - اس فقیر کے اختیار مین تہا کہ جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور لے آئے - یا یہ کہو کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا تہا اور یہ عمل کرکے وہ بالکل مُردہ بنجاتا تہا اور پھر زندہ ہو جاتا تہا - دسمبر ۱۸۹۵ء مین مُردہ ہونے کی حالت مین ۲۰ دن رہا - اُسکا امتحان بہی نہایت نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تہا -

ڈاکٹر ہیمچندر سین دہلی نے اور اون کے بہائی سنسار چندر سین نے اس فقیر کا امتحان اُس حالت مین کیا کہ وہ ایک مکان مین جاڑا بسر کرنے کے لئے بند تہا کچہہ دیر تک اُسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہو گئی اور اُنہون نے وہ آلہ اُسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت دریافت کرتے ہین تو اُسکے دل مین ذرا بہی حرکت محسوس نہین ہوئی - فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ چہہ فٹ سی چہہ فٹ گول کہودا گیا اوسی اینٹ اور گارے سے چُن کر فقیر کو اُسمین اُتار دیا اور دروازہ اُسکا بند کر دیا اور قفل کرکے قفل پر ڈاکٹر ہیم سین نے اپنی مہر لگادی اور رائے دہنالال مجسٹریٹ شہر کے دہان اپنا چوکی پہرہ بٹھا دیا - ۲۳ - روز کے بعد مدفن کہولا گیا تہا البتہ مُردنی اُسپر چہائی ہوئی تہی - اعضا اکڑ اور ٹھٹھر گئے تہے اور وہ مدفن سے باہر نکالا گیا تو اوس کی مونہہ پر شہد اور دودہ اور جسم اور جوڑون پر تیل ملا گیا شام کو زندگی کے آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا - دوسرے دن دال کا پانی اور تیسرے دن کے بعد وہ دودہ روٹی کہانے لگا جو اُسکی معمولی غذا تہی -

اُس فقیر کی یہ باتین دہلی اور جے پور مین مشہور ہین یہ فقیر سنسکرت کا بڑا پنڈت تہا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکہتے تہے وہ اُسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تہے اُسکی دانشمندی اور عقلمندی ظاہر تہی اس نے کبہی کسی سے روپیہ طلب نہین کیا - دولت کے ذکر سے اوسے نفرت تہی -

۱۱ - مئی ۱۸۹۵ء کے میڈیکل ٹائمز مین مسٹر بریڈ کا ایک مراسلہ چہپا ہے وہ لکہتے ہین کہ مین نے اس باب مین شہادت کی جمع کرنے مین کوئی موقع ہاتہہ سے نہین دیا کیونکہ اس قسم کے کارہائے عظیم مین بہت سی شعبدہ بازیان اور دہب سیدیان اور رنگین ہوتی ہین - مگر اس مین بہی کوئی شک نہین کہ بعض حالتین بالکل بے لاگ بہی ہوتی ہین - اہل سائنس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کر لین - پہر وہ اُن دو نوشتون کا ذکر کرتے ہین جنمین لوگون نے اپنے چشمدید واقعات لکہے ہین جنکو وہ بہی شہادت کیساتہہ ملاکر کہتے ہین کہ زندہ کا مردہ بن کے دفن ہونا - اور پہر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی امر ثابت ہوتا ہے کہ جس مین شعبدہ بازی اور دہوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل نہین اوس کی ایک مثال یہ لکہی ہے کہ ایک فقیر چہہ ہفتہ تک زمین کے اندر دفن رہا وہ کہانے پینے ہی سے محروم نہین رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے بہی - جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگین کانپتے تہے - اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تہے لیکن اس کا چہرہ صاف تہا اور نبض نہین چلتی تہی - تین برس تک مین ایک جنرل کی مصاحبت مین رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تہا - مدت سے ہندوستان مین ملازم تہا اُس نے ایک حالت خود دیکہی تہی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین مین دفن رہا اور اُسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے مقرر کیا گیا کہ اُسکے ساتہہ کوئی آمد و رفت نہ رکہہ سکے اور مزید احتیاط کے لئے اُسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا - جو اُگ کر بڑہ بہی گیا تہا - وہ ۴۰ دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ مین وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے خود جاکر دیکہا کہ اناج بدستور بڑہتا چلا آتا ہے - جب وہ زمین سے نکالا گیا تو اسوقت بہی جنرل صاحب موجود تہے اُنہون نے فقیر کو سوال و جواب بہی کئے اور کہا کہ مجہے اس مین شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا کہ اب مجہے دبوائیے اور خود امتحان کر لیجئے - تو پھر جنرل صاحب نے خود اپنے باغ مین امتحان کیا - فقیر اُتنے ہی دن زمین مین دفن رہا جتنے دن پہلے رہ چکا تہا - اور اُن کو پہر اس واقعہ مین کوئی شبہ نرہا ایسے واقعات کی اور شہادتون کا بہی اضافہ ہو سکتا ہے - سرکلاد ویڈ صاحب جو مہاراجہ رنجیت سنگ کے دربار مین لاہور کے پولیٹیکل ایجنٹ تہے اُنکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ مین اس بات کو کہ آدمی زمین مین زندہ دفن ہوکے پہر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا ہون وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تہی لیکن مینے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکہا ہے کہ اس کے واقعی ہونے مین مجہے ذرا شبہ نہین رہا - ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تہے اُنہون نے رنجیت سنگہ کے دربار مین ایک فقیر کو زمین مین دفن ہوتے ہوئے دیکہا تہا اور اسکی تحقیقات مین ایمادیر مشقت شاقہ کو

ایسے ہوسکتے ہین کہ مریض مین موت کی متعارف علامتین نمایاں ہوتی ہین پہر بہی اُسمین جان رہتی ہے - ایسی صورت مرگ التفاقی ہین بعضے مین چیچک مین سے زیادہ واقع ہو جاتی ہے ان مین موت کی علامات مقررہ متواتر دیکہکر یقینی موت کا حکم لگاکر جلدی کا دفن کرا دینا چاہئے - بلکہ انتظار کر لیا جائے جب تک کہ بدن متعفن نہ ہو بہی صرف ایک علامت یقینی موت کی ہے بشرطیکہ پہلے سے کوئی مرض بدن سڑ کر متعفن ہونے کا نہو (فقط) راقم ذکاء الله[illegible]

الحکم نمبر ۳۳ - جلد ۹

کہ اللہ تعالیٰ آئندہ آن را بند فرمودہ و مُہر نہادہ است کہ کسے بدون مُہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمۂ ایزدی مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمۂ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمۂ الٰہی حاصل می تواند کند او را روبرو ے من بیارید۔ ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔

بعد از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استفاضہ نہ کند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوۃ است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام را از نبوۃ معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید یا این کہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔ اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبیین این نبوۃ مستقلہ نماندہ است ازینجا است کہ گفتہ اند ؎

خارقے کز ولی مسموع است * معجزۂ آن نبی متبوع است

پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسیٰ را شرف نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسیٰ واپس آید و نبوۃ را از دست دہد این آیت بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد و البتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرت درجۂ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسیٰ خود بیاید پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید۔ و خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرآنکہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رخصت شدند و حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آئندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بآیت مذکورہ کہ خاتم النبیین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است از ان ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوۃ شرع جدید شود او کافر است۔

و اگر انکار مکالمہ الٰہی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود * نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اگر دروازہ مکالمہ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس برین امت قہر است زیرانکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعاے اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود۔ تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید۔

مکالمہ نبوۃ بکثرت مے باشد و عام مکالمۂ الٰہی بکثرت نمے باشد۔ و کیفیت مکالمۂ نبوت صاف مے باشد آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا ے پر از دراہم باشند آیا در میان آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ۔ حالانکہ ہر دو از دار مے باشند۔ ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمہ دیگران فرق بکثرت و کیفیت و کمیت مے باشد۔

مکالمۂ نبوت چنان اجلے و اصفے مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آن کہ بدرجۂ اصفی باشد۔

باز شان نبوت این است فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول خداوند تعالیٰ رضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بمکالمات در نبی ظاہر مے کند حتیٰ کہ امر مخفی و غائبہ پیش نبی

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید۔

ورنہ خدا تعالیٰ کہ مے فرماید من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی اگر خدا تعالیٰ خود این امت را اعمی گردانید پس تعجب است کہ خود او را نابینا کرد و باز برائے نابینائی زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمی باشند امت بیچارہ چہ اختیار دارد۔ مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان بیفتی بزندان گرفتار کردہ خواہی شد مگر باز خود او را پاس بیفگند گویا سلسلہ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ ز از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ شد و برائے بسر بردن زندگی تراشش بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود۔ نعوذ باللہ۔ مردم چہ قدر عقیدہا ناشائستہ تراشیدہ اند اگر کسے براے اصلاح این امت از امم اخری آید ہم مشکل است زیراکہ باین وجہ ہتک شان نبی این است و بے عزتی قوم است کہ گویا کسے درین امت باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد۔ و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرت نبوت موجود است و انبیا ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ حکمت نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند۔

خداوند تعالیٰ ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبیین است و ہمچنان آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند آن جملہ در ذات والا صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہذا آنحضرت را خاتم النبیین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم برمن و بر جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبیین نمے دانیم حالانکہ این بر ما افتراء عظیم است ما بآن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلۂ آن حصہ ہا در نمار ندہ این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء است بفہمند۔ او شان صرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبر اند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و خداوند تعالیٰ بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند۔ مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بر تاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او در ان حالت بدر گفتہ مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشینیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد او شان این حقیقت را نفہمیدہ اند

مثل امر مشہود و محسوس مے گردد۔

اجلی و اصفی مکالمہ الٰہی یکسان نے باشد کہ تزکیہ نفس بدرجۂ اعلےٰ رسانیدہ باشند برائے آن خیلے ضرورت تقویٰ و طہارت مے باشد لہذا اللہ تعالےٰ فرمودہ است ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت مے گردد کہ مکالمہ و نبوت چیست و دیگر چیست۔ عوام را ہم خوابہائے صحیحہ مے آیند کہ بان تصدیق سلسلۂ نبوت مے شود زیرا کہ اگر خوابہا عام نبودے امر نبوت مشتبہ شدے پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این مادہ را بہر کس نہادہ است۔

بیک دو خواب کسے نبی نے گردد خدام سلسلہ محمدی را نبی نگفتند

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نے گردد شان نبوت دیگر مے باشد بالہامات ما کہ نبی آمدہ است شرطہا دارد اول اینکہ شرع جدید نہ داریم دیگر اینکہ بواسطۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داریم۔

(سوال)

چون بیان سلسلۂ موسوی و سلسلۂ محمدی مماثلت است پس چہ وجہ است کہ خدام سلسلۂ موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسلۂ محمدی را نبی نہ گفتند۔

(جواب)

مشابہت این امر از ضروریات نے باشد کہ مشبہ و مشبہ بہ عین یکدیگر باشند و ہیچ تفاوتے در میان آنہا نباشد مثلاً ما مے گوئیم کہ فلانے شیر است پس آیا در آن این امر ہم از ضروریات است کہ بر جسم آن کس موہائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشتہ باشد و بصحاری و بیابان صائد ہم باشد بلکہ چنانکہ من وجہ تشابہ مے باشد ہمچنان من وجہ مخالف بودن آن ہم از ضروریات است اللہ تعالےٰ خیر امت این امت را فرمودہ است خیرات و برکات کہ بدرجۂ اعلےٰ بودند باین امت جمع شدہ اند۔ زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحدے رسیدہ بود کہ قوائے دماغیہ و عقلیہ بہ نسبت قرون اول خیلے ترقی کردہ بودند۔ در آن زمانہ یک گونہ جہالت بود الحال اگر کسے گوید کہ این ہم تشابہ مے باشد پس این گفتن او درست نے باشد۔

ہیچ نبوت بعد مہر محمد رسول اللہ جاری نخواہد شد

نہ نیکہ خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرام کردہ است معنے اش این نیست کہ ایدون ہیچ خیر و برکت را این امت نخواہد یافت و نہ او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکہ مراد این است کہ ہیچ نبوت بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاری نخواہد شد۔ بر مردم بہمین است کہ لفظ نبی اطلاق نیافت وجہ اش صرف این است کہ بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم شدہ بود بلکہ تا ہنوز مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اولو العزم صاحب شریعت کاملہ آیندہ آمدنی بود۔ لہذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری ماندہ بود مگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملا اقسام نبوت کہ باجازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد بند شدہ بود لہذا این امر از ضروریات بود کہ از جہت عظمت سرور کائنات

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان مے کنیم یعنے ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چہ وجہ است کہ نام مسیح موعود در احادیث ملقب بنبی آمدہ است مگر دیگر خلفاء را این نام نہ دادہ شد۔

در احادیث نبویہ نام مسیح موعود ملقب بہ نبی آمدہ است

(جواب) ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نہ بود لہذا اگر تمام خلفا را نبی گفتہ مے شد امر ختم نبوت مشتبہ مے شد و اگر ہیچ فردے لقب نبی نہ یافتے پس اعتراض عدم مشابہت باقی مے ماند زیرا کہ خلفائے موسیٰ نبی اند لہذا حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ نخستین بسیار خلفاء را برعایت ختم نبوت بفرستند و نام ایشان نبی نہ نہد و این مرتبہ ایشان را دادہ نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود را بنام نبی دادہ شد تا در امر خلافت مشابہت ہر دو سلسلہ ثابت شود و ما بارہا گفتہ ایم کہ نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا کہ او بوجہ بروز کامل بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نفس نبی مستفیض شدہ مستحق نام نبی گشت چنانکہ بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کردہ فرمود یا احمد جعلت مرسلاً یعنے اے احمد تو مرسل گردانیدہ شدی خدا تعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّٖن۔ از جہت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است و از جہت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است یعنے از جہت روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیہ و سلسلۂ فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواہد ماند و آن محض بوسیلہ جمیلہ ذات آنحضرت خواہد بود و علاحدہ ہیچ نبوتے جاری نے تواند شد کہ بر آن مہر آنحضرت نباشد و رنہ اگر دروازہ نبوت بالکل مسدود فہمیدہ شود پس نعوذ باللہ ازین امر انقطاع فیوض لازم آید۔ و این بسخت نحوست و ہتک شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است گویا اللہ تعالےٰ کہ این امت را لقب خیر الامم فرمودہ بود آن نعوذ باللہ دروغ بود اگر این معنے کردہ شود کہ برائے آیندہ باب نبوت از ہر وجہ مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم مے گیرد۔ زیرا کہ ہر گاہ او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ نصیب نہ شد پس این امت حکم کالانعام بل ہم اضل مے گیرد و او را بہائم سیرت گفتہ شود۔ نہ کہ خیر الامم و نیز دعائے سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہم لغو مے گردد زیرا کہ در سورہ فاتحہ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم آمدہ است ازین این نباید فہمید کہ درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس اولین طلبیدہ شد و خواہش لذات جسمانی ایشان کردہ شد۔ نہ نہ۔ بلکہ مراد ازین نعمائے روحانیہ است اگر ہمین معنی کردہ شود پس در اسلام باقی چہ ماندہ است۔ کہ از آن علو اسلام ثابت شود۔

برین وجہ نعوذ باللہ بلا تشبیہ قوت قدسیٔ آنحضرت چیزے قرار دادہ نمے آید و آنجناب بمرتبہ از حضرت موسیٰ فروتر مے گردد کہ بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدہا انبیا آمدند مگر از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ را نفرت است کہ بیکے از ایشان مکالمہ نہ فرمود زیرا کہ بہ کسیکہ محبت مے باشد آخر باو کلام ہم کردہ مے شود۔

نے بلکہ سلسلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بواسطۂ ذات آنحضرت و بمہر آنحضرت جاری است ازین جا است کہ ہزارہا مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مشرف شدہ اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بودہ اند صدہا چنین اکابر گذشتہ اند کہ دعاوی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کردہ اند چنانچہ فتوح الغیب کتاب حضرت

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہیں اعلےٰ حضرت کا معمول سا ہو گیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد مین بیٹھتے ہیں اور مناسب موقع کلام فرماتے ہیں - ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندہری چودھری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تہے اور بہی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تہے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہین پھر اسے کیا کیا جاوے؟

اس پر فرمایا

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالےٰ نے بہی ہمارے دل مین ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام مین خرچ کیا جاوے - یہہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہین رہسکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالےٰ کے واسطے - پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچون احباب رشتہ دارون اور ہمسایون کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصتہً اشاعت دین کی لئے خرچ ہو تو ہرج نہین ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اسپر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ زکواۃ بہی نہین دیتے - مین دیکھتا ہون کہ اسوقت دو مصیبتین واقع ہو رہی ہین اور دو حرمتین روا رکہی گئی ہین - اول یہہ کہ زکواۃ جسکے دینے کا حکم تہا وہ دیتے نہین اور سود جسکے لینے سے منع کیا تہا وہ لیتے ہین - یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تہا وہ تو دیا نہین اور جو اپنا حق نہ تہا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف مین مبتلا ہے تو مین یہی فتویٰ دیتا ہون کہ ایسے سودون کی رقمین جو بنک سے ملتا ہے یکمشت اشاعت دین مین خرچ کرنی چاہین - مینے جو فتوے دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہین مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ مین جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہین ہوئے اور مسلمان توجہ نہین کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام مین لگانا حرام نہین ہے -

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہہ بہی یاد رکہو جیسے سود اپنے لئے درست نہین کسی اور کو اسکا دینا بہی درست نہین - ہان خدا تعالیٰ کے قبضہ مین ایسے مال کا دینا درست ہی اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام مین خرچ ہو - اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہان ہو اسوقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہہ گولی بارود مال حرام ہے ٹہیک نہین بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہین رہا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمین ایسی گورنمنٹ دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے - اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے اشاعت دین مین ہم اسکو خرچ کر سکتے ہین -

---

مسلمانون کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

مسلمانون کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے ہر ایک قسم کی علمی او عملی کمزوریان ان مین آگئی ہین - ہر قسم کے فسق و فجور مین مبتلا ہین جرایم پیشہ والے کثرت کے ساتہہ مسلمان ہین جیل خانون مین جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہین انکے مرتکب مسلمان نظر آئینگے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے -

---

زکواۃ کیا ہے؟ یوخذ من الامراء ویرد الی الفقراء - امراء سے لیکر فقرا کو دی جاتی ہے اس مین اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکہائی گئی تہی - اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبہل جاتے ہین - امرا پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کرین - اگر نہ بہی فرض ہوتی تو بہی انسانی ہمدردی کا تقاضا تہا کہ غربا کی مدد کی جاوے - مگر اب مین دیکھتا ہون کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہین اپنے عیش و آرام سے کام ہے - جو بات خدا تعالیٰ نے میرے دل مین ڈالی ہے مین اسکے بیان کرنے سے نہین رک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ مین ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جائز نہین مقدم ہمدردی اور اسکی خبر گیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد مین آتے ہین مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مد نظر نہین رکہا جاتا - بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ مین ادا کیا جاتا ہے - اور وہ نری رسمین ہی رہ گئی ہین یہی وجہ ہے کہ لوگون مین حاجیون کے متعلق بدظنیان پیدا ہوئی ہوئی ہین - کہتے ہین ایک اندہی عورت بیٹھی تہی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چہین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ! حاجیا! میری چادر دے جا - اس نے اسکو پوچہا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا کہ مین حاجی ہون اسنے کہا تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہین - پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ؟

حج مین قبولیت ہو کیونکر؟ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہین - انکو تو ادا کرنا چاہئے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا - فلاح نہین ہوتی جبتک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہون سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکہہ کا موجب ہوتی ہین -

انسان مین ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون - یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہین کر سکتے - جبتک اپنی پیاری چیزون کو اللہ کی راہ مین خرچ نکرو -

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہین کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے اور وہ کہے کہ اچہا اسکو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہین - بہت سے لوگ ایسے بہی ہوتے ہین کہ باسی اور سڑی ہوئی روٹیان جو کسی کام نہین آسکتی ہین فقیرون کو دیدیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ ہم نے خیرات کر دی ہے ایسی باتین اللہ تعالےٰ کو منظور نہین اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے -

لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون

حقیقت مین کوئی نیکی نیکی نہین ہو سکتی جبتک اپنے پیارے مال اللہ تعالےٰ کی راہ مین اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو -

(اس موقع پر ایک بہائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بہی کہتے ہین کہ ہمین کوئی باسی روٹی دیدو پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہین؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدو گے؟ وہ کیا کرین جانتے ہین کہ کوئی نئی نہین دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہین - جہانتک ہو سکے مخلوق کے ساتہہ ہمدردی اور شفقت کرو - یاد رکہو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہین حقوق اللہ اور حقوق العباد - مگر مین جانتا ہون اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قایم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہین مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہین وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لاشریک خدا سمجھو - اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ - اور اسکے رسولون پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو - لیکن حقوق العباد مین اکثر مشکلات پیدا ہوتی ہین جہان نفس دہوکہ دیتا ہے - ایک بہائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے - مقدمات ہوتے ہین تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچہہ مجہہ ہی کو مل جاوے - غرض حقوق العباد مین بہت مشکلات ہین اسلئے جہانتک ہو سکے اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹہیرے اور یہہ سب کچہہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے -

یہان تک آپ نے بیان فرمایا تہا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامۃ بہی آگئے - اسلئے سلسلہ کلام بند کر دیا - اور پہر آپ نے مکرر آمسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو مین اوپر درج کر آیا ہون اس کے بعد جاپان اور اشاعت اسلام کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے -

ایڈیٹر

مجہے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیون کو اسلام کیطرف توجہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس مین اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو - جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤن تک کی تصویر کہینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب مین اسلام کی خوبیان دکہائی جاوین اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤن پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بہی دکہائے جاوین - اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتہہ ساتہہ دوسرے مذاہب کے ساتہہ اسکا مقابلہ کیا جاوے - فرمایا میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اسکو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس دینی جہاد مین صرف کر دے - ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچون نمازین اکہٹی پڑہنی پڑی ہین لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہین بلکہ صرف قلم کا جہاد رہ گیا ہے اس لئے اسی ذریعہ سے اس مین ہمکو وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے - خوب سمجہہ لو کہ اب مذہبی لڑائیون کا زمانہ نہین اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جو لڑائیان ہوئی تہین اسکی وجہ یہہ نہ تہی کہ وہ جبراً مسلمان بنانا چاہتے تہے بلکہ وہ لڑائیان بہی دفاع کے طور پر تہین - جب مسلمانون کو سخت دکہہ دیا گیا اور ملک سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو چکے تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ مین انکا مقابلہ کرو - پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ مین لڑائیان کرنی پڑین مگر اب وہ زمانہ نہین ہے ہر طرح سے امن اور آزادی ہے - ان ایام